حقیقی تعلیماتِ اسلامیہ اِمامیہ کا بے باک ترجمان

ماہنامہ

دقائقِ اسلام

سرگودھا

اپریل ۲۰۱۱ء

زیرِ انتظام جامعہ علمیہ سُلطان المدارس الاسلامیہ

زاہد کالونی عقب جوہر کالونی سرگودھا
فون : 048-3021536

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

* ہر شخص کو ایک نہ ایک دن عمل کی دنیا سے رخصت ہونا ہے اور جزا کے عالم میں سمانا ہے۔ یہاں جو کچھ اور جیسے اس نے عمل کیے اسی لحاظ سے اس کو مقام ملنا ہے۔ خوش نصیب ہیں، وہ افراد جنھوں نے اپنے مستقبل پر غور کیا اور اس چند روزہ زندگی میں ایسے کام کیے جس سے ان کی زندگی زیست ہو گئی۔

* آپ بھی اگر چاہتے ہیں کہ قیامت تک آپ کے نامۂ اعمال میں نیکیاں جاتی رہیں اور ثواب میں اضافہ ہوتا رہے تو فی الفور حسبِ حیثیت قومی تعمیراتی کاموں میں دلچسپی لیں اور قومی تعمیراتی اداروں کو فعال بنا کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔

* ان قومی اداروں میں سے ایک ادارہ جامعہ عِلمیۃ سُلطان المدارس الاسلامیہ سرگودھا بھی ہے۔ آپ اپنے قومی ادارے جامعہ عِلمیۃ سُلطان المدارس الاسلامیہ کی اس طرح معاونت فرما سکتے ہیں۔

1. اپنے ذہین و فطین بچوں کو اسلامی علوم سے روشناس کرانے کے لیے ادارہ میں داخل کروا کر۔
2. طلبہ کی کفالت کی ذمہ داری قبول کر کے۔ کیونکہ فرمان معصوم ہے جس کسی نے ایک طالب علم کی ٹوٹے ہوئے قلم سے بھی مدد کی گویا اس نے ستر مرتبہ خانہ کعبہ کو تعمیر کیا۔
3. ادارہ کے تعمیراتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے سیمنٹ، بجری، ریت، اینٹیں وغیرہ مہیا فرما کر۔
4. ادارہ کی طرف سے ماہانہ شائع ہونے والا رسالہ "دقائقِ اسلام" کے باقاعدہ ممبر بن کر اور بروقت سالانہ چندہ ادا کر کے۔
5. ادارہ کے تبلیغاتی پروگراموں کو کامیاب کر کے۔

آپ کی کاوشیں اور آپ کا خرچ کیا ہوا پیسہ صدقہ جاریہ بن کر آپ کے نامہ اعمال میں متواتر اضافے کا باعث بنتا رہے گا۔

ترسیل زر کے لیے:

پرنسپل جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ

زاہد کالونی عقب جوہر کالونی سرگودھا ○ فون 0301-6702646

جلد ۱۵ — اپریل ۲۰۱۱ء — شمارہ ۴

فہرست مضامین

مدیر اعلیٰ : ملک ممتاز حسین اعوان

مدیر : گلزار حسین محمدی

پبلشر : ملک ممتاز حسین اعوان

مطبع : انصار پریس بلاک ۱۰

مقام اشاعت : جامعہ علمیہ سلطان المدارس سرگودھا

کمپوزنگ : الخط کمپیوٹرز 0307-6719282

فون : 048-3021536

زر تعاون 200 روپے

لائف ممبر 5000 روپے

اداریہ

مرحبا اے ناصح ملت بیضا

حضرت آیۃ اللہ علامہ محمد حسین نجفی دام ظلہ العالی کی پچاس سالہ دینی ملی اور فلاحی خدمات کے اعتراف کے طور پر بستی توحید ضلع لیہ میں گولڈن جوبلی کی تقریبات ۶ مارچ ۲۰۱۱ کو منائی گئیں۔ ملک کے تمام علاقہ جات سے اہل ایمان جوق در جوق تقریبات میں شامل ہوئے۔ خطباء و واعظین کی بڑی تعداد نے شمولیت اختیار کی اور اپنے اپنے مقالہ جات اور خطابات میں حضرت آیۃ اللہ کی پچاس سالہ خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت علامہ نے اپنی پوری زندگی مذہب و ملت کے لیے وقف کی ہوئی ہے۔ شب و روز محنت شاقہ کر کے قوم شیعہ کی رہنمائی اور اصلاح کے لیے تگ و دو فرما رہے ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں تبلیغی دورے فرما کر آپ نے علم و عمل کے تشنگان کی سیرابی کا فرض بطریق احسن سرانجام دیا ہے اور مجالس عزا کو نئی طرز اور نئے افق عطا کیے ہیں۔ مجلس مذاکرہ سے علم کے پیاسے اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔ گویا علوم و فنون کا دریا اپنی تلاطم خیز علمی موجوں سے ہر علاقہ کو سیراب کرتا نظر آرہا ہے۔ پوری دنیا میں وہ واحد مصلح، مفتی دین اور مجتہد العصر ہیں جو تقریر و تحریر کے ذریعے عوام الناس کو رشد و ہدایت کے موتی تقسیم فرما رہے ہیں۔ آپ نے دینی تبلیغات کے سلسلے میں لیپا پوتی سے بھی کام نہیں لیا۔ نہایت صاف ستھری اور نکھری معلومات بہم پہنچا کر آپ نے حق و صداقت کا علم بلند کیا اور مسلسل پچاس سال سے نہایت استقامت استحکام اور جانفشانی سے تبلیغ دین کا بیڑا اٹھایا، جن لوگوں کے ذاتی اور مالی مفادات پر ضرب پڑتی وہ آپ کی مخالفت اور دشنام طرازی پر اتر آئے اور بر سر منبر آپ کے خلاف زہر افشانی کرنے لگے۔ لیکن آپ نے بڑے صبر و شکیب سے سب کچھ برداشت کیا اور اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے۔ خدا کے خصوصی فضل سے آپ کی ہمت جواں اور اعصاب اس قدر مضبوط ہیں کہ معاصرین حسد کی آگ میں جلتے ہیں اور مداحین شکر خدا بجا لاتے ہیں۔ ہمارے خیال میں حضرت آیت اللہ محدث، مفسر، مؤرخ اور ایسے فقیہ اہل بیتؑ ہیں جن کی مثال پورے ملک میں نہیں ہے۔

ادارہ **دقائق اسلام** مولانا ارشاد حسین توحیدی اور ان کے رفقائے کار کو سلام پیش کرتا ہے جنھوں نے آپ کی علمی اور دینی خدمات کے لیے **گولڈن جوبلی** کا اعلیٰ انتظام کیا۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت آیۃ اللہ کی عمر دراز فرمائے اور صحت و سلامتی عطا فرمائے تاکہ آپ مزید دینی و قومی خدمات سرانجام دے سکیں۔

باب العقائد

ضال ومضل فرقہ مفوضہ کے عقائد کا بیان اور ان کی تردید

تحریر آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل سلطان المدارس سرگودھا

غلو کے انواع واقسام

مخفی نہ رہے کہ غلو کے مختلف و متعدد انواع و اقسام ہیں، سرکار علامہ مجلسی نے ہفتم بحار صفحہ ۳۶۵ پر ان اقسام کا تذکرہ کیا ہے۔ بنظر اختصار صرف ترجمہ پر اکتفا کی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں جاننا چاہیے کہ نبی و امام علیہم السلام کے متعلق کئی طرح غلو متصور ہوسکتا ہے۔

(۱) ان کو خدا قرار دیا جائے۔

(۲) معبود و خالق ہونے میں ان کو خدا کا شریک سمجھا جائے۔

(۳) یہ کہا جائے کہ خدا نے ان کے اندر حلول کیا ہوا ہے۔

(۴) خدا ان کے ساتھ متحد ہے۔

(۵) یہ بزرگوار وحی والہام کے بغیر علم غیب پر اطلاع رکھتے ہیں۔

(۶) حضرات ائمہ کو نبی تسلیم کیا جائے۔

(۷) یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان کی روحیں ایک دوسرے میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔

(۸) ان کی معرفت عبادت خداوندی سے بے نیاز کر دیتی ہے اور گناہ سے اجتناب کرنے کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے۔

مذکورہ بالا اعتقادات میں سے کوئی عقیدہ رکھنا سراسر کفر و الحاد ہے اور دین سے خروج کا باعث ہے، جیسا کہ اس امر پر ادلہ عقلیہ، آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، وولویہ دلالت کرتے ہیں۔ سطور بالا سے معلوم ہو چکا ہے کہ ائمہ طاہرین نے ایسے اعتقادات رکھنے والے لوگوں سے اپنی برائت و بیزاری ظاہر فرمائی ہے۔ اور ان کے کفر کا حکم صادر فرما کر ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ پس اگر کوئی ایسی حدیث تمہارے گوش گزار ہو جس سے مذکورہ بالا عقائد باطلہ کا وہم ہوتا ہو تو اس کی کوئی مناسب تاویل کی جائے گی یا اسے غالیوں کی افترا پردازی کا نتیجہ قرار دیا جائے گا۔ انتہی کلامہ۔ رفع فی الخلد مقامہ اخفظ بہذا فانہ جوہر لطیف ولا ینبئک مثل خبیر۔

ضال ومضل فرقہ مفوضہ کے عقائد کا بیان

کچھ ایسے نادان دعویداران محبت بھی تھے جن کے اندر آثار غلو موجود تھے اور ائمہ اطہار کو خدا کہنے کا جذبہ چٹکیاں لے رہا تھا۔ مگر کچھ ائمہ طاہرین کی منع اکید اور لعن شدید اور کچھ ظاہری شریعت کی حدود کا پاس ولحاظ مانع تھا۔ اس لیے کھلم کھلا طور پر تو ائمہ کی الوہیت کا ادعا نہ کیا۔ مگر درپردہ ائمہ کے حق میں اکثر اوصاف ربوبی کے قائل ہو گئے اور یہودیوں کی طرح یہ عقیدہ اختراع کر لیا کہ خداوند عالم نے سرکار محمد و علی علیہما السلام کو خلق فرما کر باقی تمام عالم کے خلق کرنے مارنے اور جلانے رزق دینے اور نہ دینے اور بارش برسانے یا نہ برسانے غرضیکہ بیماروں کو شفا دینے یا نہ دینے غرضیکہ تمام عالم کے نظام کو برقرار رکھنے اور تدبیر عالم کا اہتمام کرنے کا معاملہ انہی بزرگواروں کے سپرد کر دیا ہے۔

سابقہ عقیدہ فاسدہ کو غلو اور اس نظریہ کاسدہ کو اصطلاح شریعت میں ''تفویض'' کہا جاتا ہے جس کے لغوی معنی سپرد کرنا ہیں، جو در حقیقت غلو ہی کا ایک شعبہ ہے اور اس بدعقیدہ کے شرعی مفاسد و مضار عقیدہ غلو سے کچھ کم نہیں ہیں۔ دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ غالی بالکل خدا کے منکر اور مفوضہ خدا کے فی الجملہ قائل ہیں۔ اس عقیدہ کے لوگ بھی ائمہ معصومین کے زمانہ میں بکثرت موجود تھے۔ اس لیے ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے بڑی شد و مد کے

ساتھ اس نظریہ فاسدہ کو بھی رد فرمایا ہے۔ چنانچہ ان احادیث شریفہ کا ایک شمہ متن رسالہ میں مذکور ہے اور کچھ ذیل میں آ رہا ہے۔

فرقہ مفوضہ کے عقائد کی رد چند وجہ اشد ضروری ہے

اور اس کے چند وجوہ ہیں۔

اولاً سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کا خدا نہ ہونا، ان میں علامات مخلوقین اور شمات مصنوعین کے پائے جانے کی وجہ سے ایسا بدیہی و ضروری امر ہے کہ اس کی رد محتاج بیان نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی صحیح الفطرت اور صحیح الدماغ آدمی علامات مخلوقیت کے ہوتے ہوئے مخلوق کو خالق اور آثار عبودیت کو دیکھنے کے باوجود عبد کو معبود نہیں کہہ سکتا۔ ہاں البتہ

اذا لم یکن للمرء عین صحیحة

فلا غرو ان یرتاب و الصبح مسفر

بعض آثار و اخبار میں منقول ہے کہ ایک جاثلیق (نصاریٰ کا بڑا عالم) حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عبدیت و معبودیت عیسیٰ کے بارہ میں مناظرہ کرنے کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے نصرانی خدا کی قسم ہم اس عیسیٰ کی نبوت کے ضرور قائل ہیں جو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا معترف تھا اور ہمیں آپ کے عیسیٰ پر بجز اس کے اور کوئی اعتراض نہیں ہے کہ وہ صوم و صلوۃ وغیرہ عبادات کا پابند نہ تھا۔ جاثلیق نے خشمناک ہو کر کہا کہ آپ نے جناب عیسیٰ کی طرف وہ بات کس طرح منسوب کر دی ہے جو ان کے شایان شان نہیں۔ حضرت عیسیٰ تو ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور تمام شب عبادت میں گزارتے تھے۔ پس جب آپ نے جاثلیق سے یہ اقرار لے لیا تو فوراً فرمایا اگر جناب عیسیٰ خود خدا و معبود تھے تو پھر یہ عبادت میں اس قدر تعب و مشقت کیوں برداشت کرتے تھے؟ کلام امام عالی مقام سن کر نصرانی عالم مبہوت ہو کر رہ گیا (از حدیقہ سلطانیہ)

قطع نظر دیگر دلائل و براہین کے یہی اقتناعی دلیل ان لوگوں کے زعم باطل کے بطلان کے لیے کافی و وافی ہے جو جناب رسول خدا یا دوسرے ائمہ ہدیٰ کی الوہیت کے قائل ہیں کہ اگر یہ حضرات قدسی صفات خود الٰہ و معبود تھے تو یہ روزہ کس ذات کے لیے رکھتے تھے؟ اور علاوہ واجبی نمازوں اور ان کے نوافل مرتبہ کے ہزار ہزار رکعت نماز نوافل کے معبود کے لیے پڑھتے تھے اور دیگر عبادات کس خدا کے لیے کرتے تھے۔

بل عباد مکرمون لا یسبقونه بالقول و هم بامره یعملون

ثانیاً اس وقت غالی فرقے اکثر و بیشتر منقطع اور ختم ہو چکے ہیں اور سوائے بعض مقامات میں خال خال پائے جانے کے کہیں ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔ بخلاف مفوضہ کے کہ وہ ہر جگہ موجود ہیں اور خود ہمارے ملک میں ایسے بدعقیدہ لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔

ثالثاً کھلم کھلا الوہیت ائمہ کا عقیدہ ایسا غیر مانوس اور واضح البطلان ہے کہ لوگوں کا اس کی طرف کوئی خاص میلان و رجحان نہیں ہوتا۔ اس لیے لوگ اس بدعقیدہ کا بہت کم شکار ہوتے ہیں۔ مگر عقیدہ تفویض بظاہر ایسا خوش آیند نظریہ ہے کہ وہ طبائع جو غلو کی طرف مائل ہیں اسے بہت پسند کرتی ہیں اور جلد اسے قبول کر لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ایسا کوئی ایک بدعقیدہ آدمی کہیں موجود ہو تو وہ بیسیوں سادہ لوح اہل ایمان کے ایمان پر ڈاکا ڈال کر ان کو گمراہ کر دیتا ہے۔ لہٰذا یہ بدعقیدہ متعدی مرض کی طرح قوم کے رگ و ریشہ میں برابر سرایت کر رہا ہے اور بعض نیم ملا خطرہ ایمان کے مصداق نام نہاد مبلغین جلتی پر تیل چھڑکنے کا کام دے رہے ہیں، جس کی وجہ سے سادہ لوح افراد ملت بری طرح اس عقیدہ فاسدہ میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ جس کی روک تھام کا انتظام ہر ہمدرد قوم و ملت اہل علم و ایمان کا اولین فرض ہے۔ اس لیے ہم ذیل میں اس فرقہ ضالہ و مضلہ کے نظریہ کے بطلان کی طرف عنان بیان کو پھیرتے ہوئے قدرے تفصیل سے اس پر تبصرہ کرتے ہیں

مفوضہ کی مذمت ارشادات ائمہ کی روشنی میں

(۱) حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا:

من زعم ان الله یفعل افعالنا ثم یعذبنا علیها فقد

قال بالجبر و من زعم ان الله عز و جل فوض امر الخلق و الرزق الی حججہ فقد قال بالتفویض و القائل بالجبر کافر و القائل بالتفویض مشرک

جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خدا ہی ہمارے افعال کا فاعل ہے اور پھر ہمیں عذاب بھی کرے گا تو وہ جبر کا قائل ہے اور جو یہ گمان کرتا ہے کہ خداوند عالم نے خلق کرنا اور رزق دینا اپنی حجتوں (ائمہ طاہرین) کے سپرد کر دیا ہے وہ تفویض کا قائل ہے۔ جبر کا قائل کافر اور تفویض کا قائل مشرک ہے۔ (عیون اخبار الرضا)

(۲) حسین بن خالد ایک طویل روایت کے ضمن میں جناب امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آنجناب نے ان سے فرمایا:

یا بن خالد انما وضع الاخبار عنا فی التشبیہ و الجبر الغلاۃ الذین مغروا عظمۃ اللہ تعالیٰ فمن اجبھم فقد ابغضنا و من ابغضھم فقد اجبنا و من والاھم فقد عادانا و من عاداھم فقد والانا و من وصلھم فقد قطعنا و من قطعھم فقد وصلنا و من جفاھم فقد برنا و من برھم فقد جفانا و من اکرمھم فقد اھاننا و امن اھانھم فقد اکرمنا و من قبلھم فقد ردنا و من ردھم فقد قبلنا و امن احسن الیھم فقد اساء الینا و من اساء الیھم فقد احسن الینا و من صدقھم فقد کذبنا و من کذبھم فقد صدقنا و امن اعطاھم فقد حرمنا و من حرمھم فقد اعطانا یا بن خالد من کان من شیعتنا فلا یتخذن منھم ولیا و لا نصیرا۔

اے فرزند خالد جبر و تشبیہ کے متعلق ہماری طرف جو اخبار منسوب ہیں یہ غالیوں نے وضع کی ہیں۔ وہ غالی جو اللہ سبحانہ کی عظمت و جلالت کو گھٹاتے ہیں۔ پس جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے بغض رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے جو ان سے دوستی رکھتا ہے وہ ہم سے دشمنی رکھتا ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ ہم سے دوستی رکھتا ہے جو ان سے وصل کرتا ہے وہ ہم سے قطع کرتا ہے اور جو ان سے قطع تعلق کرتا ہے وہ ہم سے وصل کرتا ہے جو ان پر جفا کرتا ہے وہ ہم سے نیکی کرتا ہے اور جو ان کے ساتھ نیکی کرتا ہے وہ ہم پر جفا کرتا ہے جو ان کا اکرام و احترام کرتا ہے وہ ہماری توہین کرتا ہے اور جو ان کی توہین کرتا ہے وہ ہمارا احترام کرتا ہے جو انہیں قبول کرتا ہے وہ ہمیں رد کرتا ہے اور جو ان کو ٹھکراتا ہے وہ ہمیں قبول کرتا ہے، جو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے وہ ہم سے برا سلوک کرتا ہے اور جو ان سے برا سلوک کرتا ہے وہ ہم سے اچھا سلوک کرتا ہے، جو ان کی تصدیق کرتا ہے وہ ہماری تکذیب کرتا ہے اور جو ان کی تکذیب کرتا ہے وہ ہماری تصدیق کرتا ہے، جو ان کو دیتا ہے وہ ہمیں محروم کرتا ہے اور جو ان کو محروم کرتا ہے وہ ہمیں عطا کرتا ہے۔ اے فرزند خالد جو شخص ہمارے شیعوں میں سے ہے اس پر لازم ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بنائے۔ (عیون اخبار الرضا احتجاج طبرسی)

باب الاعمال

کھانا کھانے کے آداب

تحریر آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل سلطان المدارس سرگودھا

اس سلسلہ میں جامع ترین حدیث وہ ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی ہے کہ آنحضرت نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا یا علی دسترخوان کے متعلق ایک مسلمان آدمی کو بارہ خصلتیں معلوم ہونی چاہئیں جن میں سے چار فرض، چار سنت اور چار ادب ہیں۔

پہلی چار یہ ہیں

(۱) جو کچھ کھا رہا ہے اس کی معرفت حاصل کرنا کہ حلال ہے یا حرام

(۲) کھانے سے پہلے اللہ کا نام لینا۔

(۳) کھانے کے بعد حمد و شکر بجا لانا۔

(۴) راضی برضا الٰہی رہنا۔

اور دوسری چار یہ ہیں

(۵) بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھنا۔ (بطور تشہد بیٹھنا اولیٰ ہے)

(۶) تین انگلیوں سے کھانا۔

(۷) اگر کھانے والے ایک سے زائد ہوں تو اپنے سامنے سے کھانا۔

(۸) دائیں ہاتھ سے کھانا۔

اور تیسری چار یہ ہیں

(۹) لقمہ چھوٹا توڑنا۔

(۱۰) لقمہ کو خوب چبانا۔ (کیونکہ معدہ کے دانت نہیں ہیں)

(۱۱) لوگوں کے چہروں پر کم نظر ڈالنا۔

(۱۲) دونوں ہاتھ دھونا۔ یہ کل بارہ ہیں۔

(خصائل شیخ صدوق و نوادر من لایحضرہ الفقیہ)

مخفی نہ رہے کہ اگر چند قسم کا کھانا سامنے چنا جائے تو ہر قسم پر علیحدہ بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ نیز کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کا دھونا مستحب ہے جس سے رزق میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور افلاس دور ہوتا ہے مگر پہلے ہاتھوں کا خشک کرنا مکروہ اور بعد میں مستحب ہے، اس کے علاوہ اور بھی چند مستحبات ہیں، جو یہ ہیں

(۱۳) کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کا چاٹنا (جو ہضم میں ممد ہے)

(۱۴) کھانے کے بعد خلال کرنا (تاکہ دانتوں میں روٹی کے ریزے رہ جانے کی وجہ سے دانتوں کی کوئی بیماری پیدا نہ ہو۔

(۱۵) دسترخوان سے گرے ہوئے ریزوں کا جمع کر کے کھانا، ہاں اگر صحراء میں روٹی کھائی جائے تو پرندوں اور جانوروں کے لیے ان کا چھوڑ دینا مستحب ہے۔

(۱۶) کھانے کی ابتداء و انتہا نمک کے ساتھ کرنا کہ اس میں ستر بیماریوں کی شفا ہے۔

(۱۷) پھل فروٹ کو کھانے سے پہلے دھونا تاکہ اس کی ظاہری کثافت دور ہو جائے۔

(۱۸) کھانے کے بعد چت لیٹ کر دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھنا۔ بالخصوص دن کے کھانے کے بعد (کہ اس سے غذا جلد ہضم ہوتی ہے)

(۱۹) اگر ضیافت ہو تو میزبان کا سب سے پہلے شروع کرنا اور سب کے آخر میں ختم کرنا۔ (تاکہ دوسروں کو کھانے میں شرم محسوس نہ ہو)

(۲۰) دسترخوان پر زیادہ دیر بیٹھنا کہ وہ وقت عمر میں شمار نہیں ہوتا

(۲۱) صرف صبح و شام غذا کھانا اور درمیان میں کچھ نہ کھانا تاکہ

معدہ پر زیادہ بوجھ پڑے اور بیماری پیدا نہ ہو۔ بالخصوص شام کے کھانے کی بڑی تاکید وارد ہوئی ہے، خواہ روٹی کا ایک لقمہ یا پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو۔

(۲۲) جب بھوک لگے تو دسترخوان پر بیٹھا جائے اور ابھی کچھ اشتہا باقی ہو تو ہاتھ کھینچ لیا جائے، چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: چار چیزوں پر عمل کرو تا کہ کبھی طبیب کے محتاج نہ ہو۔ (۱) دسترخوان پر اس وقت بیٹھو جب بھوک لگی ہو۔ (۲) اس وقت اٹھو جب ابھی کچھ بھوک باقی ہو۔ (۳) لقمہ کو خوب چباؤ۔ (۴) سونے سے پہلے بیت الخلاء جاؤ۔ (سراج الشیعہ)

(۲۳) کھانے کے بعد کلی کرنا تا کہ گندہ دہنی اور دانتوں کی بیماری پیدا نہ ہو۔

(۲۴) کھانے سے پہلے میزبان سب سے پہلے ہاتھ دھوئے اور کھانے کے بعد سب سے آخر دھوئے تا کہ اوروں کو کھانے اور ہاتھ دھونے میں دقت نہ ہو۔ نیز سب ایک برتن میں ہاتھ دھوئیں تا کہ سب کے اخلاق نیک ہوں۔

(۲۵) داہنے ہاتھ سے کھانا کہ اس میں خیر و برکت ہے۔

(۲۶) جوتے اور موزے اتار کر کھانا کہ موجب راحت پا ہے۔

(۲۷) اگر نوکر و غلام موجود ہوں تو ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کہ اس میں تواضع ہے۔

(۲۸) کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ائمہ طاہرین سے منقول شدہ دعائیں پڑھنا جو بکثرت ہیں۔ مختصر یہ کہ جب دسترخوان بچھایا جائے تو بسم اللہ پڑھی جائے اور جب کھانا شروع کیا جائے تو پڑھا جائے بسم اللہ علی اولہ و آخرہ اور جب دسترخوان اٹھایا جائے تو کہا جائے الحمد للہ۔

حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا کہ جس کھانے کے اول میں خدا کا نام لیا جائے اور اختتام پر اس کی حمد و ثناء کی جائے (قیامت کے دن) اس کھانے کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا۔ (حلیۃ المتقین)

حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص (پہلا) لقمہ اٹھاتے وقت یہ پڑھے: بسم اللہ والحمد للہ رب العالمین تو قبل اس کے کہ وہ لقمہ اس کے منہ میں پہنچے خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (حلیۃ المتقین)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا و کفانا و ایدنا و اوانا و انعم علینا و افضل الحمد للہ یطعم و لا یطعم (سراج الشیعہ)

(۲۹) کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر منہ پر ملنا کہ اس سے چہرہ کے داغ دور ہوتے ہیں اور روزی بڑھتی ہے، بعد ازاں خشک کرنا۔

(۳۰) کھانا کھاتے وقت حاضرین محفل کو کھانے کی دعوت دینا کیونکہ خدا ایسا کرنے والوں سے روز قیامت تلخی دور کرتا ہے۔

(سراج الشیعہ)

کھانا کھانے کے مکروہات

(۱) شکم پری کی حالت میں کھانا۔

(۲) شکم سیر ہو کر کھانا کہ اس سے مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ شکم پری ہر بیماری کی جڑ اور گرسنگی ہر دوا کی سر تاج ہے۔ الغرض کھاتے وقت پیٹ کے تین حصے کرنے چاہئیں (۱) ایک کھانے کے لیے (۲) ایک پینے کے لیے (۳) ایک سانس لینے کے لیے۔

(۳) بہت گرم کھانا کھانا کہ اس سے برکت جاتی رہتی ہے۔

(۴) روٹی اور پانی پر پھونک مارنا کہ اس سے جراثیم پھیلتے ہیں۔

(۵) جب روٹی سامنے رکھ دی جائے تو اور کھانے کی انتظار کرنا اور شروع نہ کرنا۔

(۶) چھری کانٹا سے روٹی کاٹنا کہ یہ دشمنان خدا کا طریقہ ہے۔

(۷) روٹی کو (سالن کے) برتن کے نیچے اور برتن کو اس کے اوپر رکھنا۔

(۸) ہڈی کے اوپر والے گوشت کو اس طرح کھانا کہ ہڈی پر کچھ باقی نہ رہ جائے۔

(۹) پھل کو چھلکا اتار کر کھانا کیونکہ پھل کی زیادہ تر طاقت تو اس کے چھلکے میں ہی ہوتی ہے۔

(۱۰) فروٹ کا کچھ حصہ کھا کر باقی پھینک دینا کہ یہ اسراف میں داخل ہے۔

(۱۱) روٹی کھاتے وقت دوسرے لوگوں کے چہروں کی طرف نگاہ کرنا۔

(۱۲) رات کا کھانا ترک کرنا۔

(۱۳) شارع عام میں راہ چلتے کھانا۔

(۱۴) دوسروں کے آگے سے اٹھا کر کھانا۔

(۱۵) ایسی ثقیل و سنگین غذا کھانا جو بدہضمی کا باعث ہو۔

(۱۶) تنہا کھانا کھانا۔

(۱۷) کھانے پینے کے برتن کا کھلے منہ رکھنا۔

(۱۸) دسترخوان یا طعام پر پاؤں رکھنا کہ یہ کفران نعمت کے مترادف ہے۔

پینے کے آداب

(۱) دن کو کھڑے ہو کر اور رات کو بیٹھ کر پینا ہضم طعام میں مدد ہے۔

(۲) کھانے کے کچھ دیر بعد پینا، کیونکہ درمیان میں پینے سے ہضم کچا ہو جاتا ہے۔

(۳) پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا اور پینے کے بعد الحمد للہ کہنا۔

(۴) پانی پینے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اعزا و اصحاب کے قاتلوں پر لعنت کرنا کہ اس سے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک لاکھ برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں۔ (الحدیث)

بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے: صلوات اللّٰه علی الحسین و اهل بیته و اصحابه و لعنة اللّٰه علی قتلة الحسین و اعدائه (کامل الزیارہ)

(۵) تین بار وقفہ کر کے پینا۔

(۶) دائیں ہاتھ سے پینا۔

(۷) پیتے وقت ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول شدہ دعائیں پڑھنا۔

(۸) پیاسوں کو پانی پلانا بڑا کار ثواب ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ پانی تھوڑا تھوڑا کر کے اور مزے لے کر پیو، اور ایک ہی مرتبہ نہ پیو۔ ایسا کرنے سے درد جگر اور درد شکم پیدا ہوتا ہے۔

پانی پینے کے مکروہات

(۱) بہت زیادہ پانی پینا کہ اس سے بہت زیادہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) مرغن غذا کے فوراً بعد پینا کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔

(۳) بائیں ہاتھ سے پینا۔

(۴) رات کو کھڑے ہو کر پینا۔

(۵) جہاں سے لوٹا یا برتن ٹوٹا ہوا ہو وہاں سے پینا۔

(۶) پانی میں پھونک مارنا۔

(۷) اولہ کھانا، یا اس کا پانی پینا کہ وہ قہر خدا کی علامت ہے۔

(اعاذنا اللہ منہ)

باب التفسیر

اپنا مال ناسمجھ لوگوں کے حوالے کرنے کی ممانعت اور وراثت میں مرد اور عورت دونوں کا حصہ ہے

تحریر آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل سلطان المدارس سرگودھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ لَا تُؤۡتُوا السُّفَہَآءَ اَمۡوَالَکُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمۡ قِیٰمًا وَّ ارۡزُقُوۡہُمۡ فِیۡہَا وَ اکۡسُوۡہُمۡ وَ قُوۡلُوۡا لَہُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا (۵) وَ ابۡتَلُوا الۡیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ اَمۡوَالَہُمۡ ۚ وَ لَا تَاۡکُلُوۡہَاۤ اِسۡرَافًا وَّ بِدَارًا اَنۡ یَّکۡبَرُوۡا ؕ وَ مَنۡ کَانَ غَنِیًّا فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَ مَنۡ کَانَ فَقِیۡرًا فَلۡیَاۡکُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَیۡہِمۡ اَمۡوَالَہُمۡ فَاَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِمۡ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا (۶) لِلرِّجَالِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ ۪ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡہُ اَوۡ کَثُرَ ؕ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا (۷)

ترجمۃ الآیات

اور اپنے وہ مال جنہیں اللہ نے تمہاری زندگی کا سامان اور اسے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے ناسمجھ لوگوں کے حوالے نہ کرو، ہاں البتہ ان کو (کھانا و طعام) کھلاؤ اور (کپڑا) پہناؤ اور ان سے اچھی گفتگو کرو (۵) اور یتیموں کی جانچ پڑتال کرتے رہو۔ یہاں تک کہ جب وہ نکاح کی عمر تک پہنچ جائیں اور تم ان میں اہلیت و سمجھداری بھی پاؤ تو پھر ان کے مال ان کے حوالے کر دو، اور فضول خرچی سے کام لے کر اور اس جلد بازی میں کہ وہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں ان کا مال مت کھاؤ۔ اور جو سرپرست مالدار ہو تو اسے تو بہر حال ان کے مال سے پرہیز ہی کرنا چاہیے اور جو نادار ہو اسے معروف (مناسب) طریقہ سے کھانا چاہیے۔ پھر جب ان کے مال ان کے حوالے کرو تو ان لوگوں کو گواہ بنا لو۔ اور یوں تو حساب کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ (۶) مردوں کے لیے اس ترکہ سے حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اس ترکہ سے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ جائیں، خواہ وہ (ترکہ) تھوڑا ہو یا زیادہ یہ حصہ (خدا کی طرف سے) لازمی مقرر ہے۔ (۷)

تفسیر الآیات

وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَہَآءَ

اپنا مال ناسمجھ لوگوں کے حوالے کرنے کی ممانعت

سفہا سفیہ کی جمع ہے جس سے وہ خفیف العقل آدمی مراد ہے جسے اپنے نفع و نقصان کا کوئی احساس نہ ہو۔ ایسے لوگوں کو اپنا مال دینا یا ان کا وہ مال جو تمہاری تولیت اور تصرف میں ہے ان کو دینا حرام ہے۔ البتہ ان کو کھلاؤ پلاؤ اور کپڑے پہناؤ اور ان سے اچھے طریقہ سے برتاؤ کرو اور ان سے اچھی گفتگو کرو اور ان کی آزمائش کرتے رہو اور جب دیکھو کہ وہ نکاح کی عمر (بلوغ) کو پہنچ گئے ہیں اور رشید بھی ہیں، یعنی باشعور اور سمجھدار ہیں تو پھر بے شک ان کے مال ان کے حوالے کر دو، پھر اس دوران اگر سرپرست مالدار ہے تو اسے یتیموں کے مال کو استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اور حق الخدمت نہیں لینا چاہیے اور اگر غریب و نادار ہے تو اسے معروف طریقہ پر اکتفا کرنا چاہیے اور مناسب مقدار سے زائد نہیں لینا چاہیے۔ بنابریں اموالکم سے اولیاء کے اپنے مال بھی مراد ہو سکتے ہیں اور اس صورت میں سفہا سے ان کی بے وقوف اولادیں اور بیویاں مراد ہوں گی، جن کو مال سپرد کرنے سے نقصان کا خطرہ ہے۔ یعنی ایسا نہ کرو کہ اپنا مال ان کے حوالے کر دو اور خود ان

کے محتاج بن جاؤ بلکہ تم خود منتظم بن کر ان کے نام ونفقہ اور روٹی کپڑے کا انتظام کرو جیسا کہ ابن عباس سے یہ تفسیر موی ہے۔ اور اموالکم سے مجازاً یتیم بچوں کے مال بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ جو تمھارے زیر تصرف ہیں کہ اگر وہ سفیھہ وکم عقل ہوں تو ان کے مال ان کے حوالے نہ کرو تا کہ وہ اسے ضائع و برباد نہ کر دیں بلکہ ان کے مال اپنے پاس رکھو اور ان کو اس سے صرف روٹی کپڑا دیتے رہو۔ ہاں البتہ جب بالغ اور رشید یعنی عاقل ہو جائیں اور تم ان میں اہلیت اور ہوشیاری و سمجھداری محسوس کرو تو پھر بے شک ان کے مال ان کے سپرد کر دو۔ اور اس وقت کچھ ثقہ آدمیوں کو گواہ بھی مقرر کر لو۔ تا کہ آئندہ کسی بھی قسم کی نزاع کا سد باب ہو جائے اور تنازع کی کوئی صورت پیدا نہ ہو۔ (مجمع البیان)

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ

وراثت مرد اور عورت دونوں کا حصہ ہے

پہلے عرب ہوں یا عجم سب قوموں میں صنف نازک کو حق وراثت سے محروم سمجھا جاتا تھا، بلکہ نابالغ بچوں کو بھی محروم الارث تصور کیا جاتا تھا، اور وراثت صرف بالغ لڑکے حاصل کرتے تھے۔ عربوں کا یہ اصول تھا کہ وراثت وہی وصول کرے گا جو نیزہ و شمشیر سے دشمن کا مقابلہ کرے گا۔ ظاہر ہے کہ صنف نازک اور چھوٹے بچے اس معیار پر پورے نہیں اترتے تھے، اس لیے ان کو محروم سمجھا جاتا تھا مگر اسلام نے اسے رد کرتے ہوئے عورتوں اور بچوں کا وراثت میں باقاعدہ حصہ مقرر کیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ جو کچھ والدین اور دوسرے عزیز ترکہ چھوڑ جائیں، اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی، خواہ وہ ترکہ کم ہو یا زیادہ۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کے باوجود آج بھی کئی مسلمان اپنی لڑکیوں کو ان کا حصہ نہیں دیتے بلکہ ہندوؤں کی طرح ان کو اس حق سے محروم رکھتے ہیں۔ ع

یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

عورت بہر حال وارث ہے خواہ بیٹی ہو یا بیوی ہو یا ماں۔

کی تفصیل بعد ازیں آ رہی ہے۔

خراج تحسین

ہم خداوند عالم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جس نے اس گئے گزرے دور میں ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ اس کے دین مبین کے سچے اور سچے خادم دین یعنی مفسر قرآن و حجۃ الاسلام آیت اللہ الحاج شیخ محمد حسین نجفی مجتہد العصر مدظلہ العالی کے پچاس سالہ خدمات کو خراج تحسین پیش کریں اور ان کی شایان شان طریقہ پر گولڈن جوبلی منائیں۔ الحمد للہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تا دیر صحت و سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے تا کہ اس طرح خدمات دینیہ انجام دیتے رہیں اور ملک و ملت کی خدمت کرتے رہیں۔ آمین بجاہ النبی و آلہ الطاہرین

منجانب، مومنین کرام لیہ

﴿باب الحدیث﴾

(گزشتہ سے پیوستہ)

مُسلمانوں کے امور کی انجام دہی، نیک نصیحت، اور نفع رسانی کا بیان

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل سلطان المدارس سرگودھا

یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ خیر الناس انفع الناس للناس یعنی سب سے بہتر بندہ وہ ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ (حدیث نبویؐ)

اسی لیے کہا گیا ہے کہ

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اسی وجہ سے سرکار محمد و آل محمد علیہم السّلام میں لوگوں کو فائدہ پہنچانے، ان کو نصیحت کرنے اور ان کے امور کی انجام دہی کرنے کی بڑی تاکید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ :

❶ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی حدیث نقل کرتے ہیں، فرمایا: من اصبح ولم یہتم بامر المسلمین فلیس مسلم۔ جو بندہ اس حال میں صبح کرے کہ اس کے دل و دماغ میں مُسلمانوں کے امور انجام دینے کا کوئی عزم وارادہ نہ ہو تو وہ سمجھ لے کہ وہ مُسلمان نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

❷ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، فرمایا: من سمع اجلا ینادی یاللمسلمین فلم یجب فلیس بمسلم۔ جو شخص سنے کہ کوئی آدمی مُسلمانوں کو مدد کے لیے پکار رہا ہو اور وہ جواب نہ دے وہ مُسلمان نہیں ہے۔ (ایضاً)

❸ نیز آنحضرتؐ سے مروی ہے، فرمایا: انسک الناس نسکا انصحھم حبیبا و اسلمھم قلبا لجمیع المسلمین۔ سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار وہ ہے جو سب سے زیادہ امین ہے اور سب مُسلمانوں کا خیر خواہ ہے۔ (ایضا)

❹ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مَنقُول ہے، فرمایا: اعظم الناس منزلۃ عنداللہ یوم القیامۃ اشاھم فی ارضہ بالنصیحۃ لخلقہ۔ بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب لوگوں سے زیادہ قدر و منزلت اس شخص کی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کی مخلوق کی نصیحت کے لیے زیادہ چلتا تھا۔ (ایضا)

❺ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ من احب الناس الی اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی ساری مخلوق سے زیادہ محبوب کون ہے۔ : انفع الناس للناس۔ جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچائے۔ (ایضا)

ولنعم ماقیل :

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

باب المسائل

مختلف دینی و مذہبی سوالات کے جوابات

مطابق فتویٰ : آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی

سوالات جناب سید عارف حسین شاہ نقوی ایم اے ڈیرہ اسماعیل خان

سوال نمبر۲۱۸ : (گزشتہ سے پیوستہ)

ام حبیبہ کون تھیں بازار شام میں اس کا جناب بی بی زینب سے مکالمہ اور مکمل روئیداد مستند ہے یا قصہ کہانی؟

جواب باسمہ سبحانہ ! بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے ظاہری دور خلافت میں کوفہ میں تشریف فرما تھے تو ام حبیبہ نے جناب زینب عالیہ سلام اللہ علیہا سے قرآن پڑھا تھا، مقاتل کی کتب معتبرہ میں بازار کوفہ میں موصوفہ کے جناب زینب عالیہ سے اس قسم کے کسی مکالمہ کا تذکرہ نہیں ملتا۔ ہاں البتہ غیر مستند کتابوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے اور روضہ خوان بڑے طمطراق سے بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

سوال نمبر۲۱۹ : تقدیر، دعا، صدقہ، لوح محفوظ اللہ تعالیٰ تو پہلے سے سب کچھ جانتا ہے پھر یہ سب کچھ کیوں؟ نتیجہ سے واقف کو امتحان لینے کی ضرورت کیوں؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب باسمہ سبحانہ ! آیات قرآنیہ اور احادیث معصومیہ سے واضح ہوتا ہے کہ خداوند عالم کے پاس دو لوحیں ہیں۔ (۱) ایک کا نام لوح محفوظ ہے، کائنات میں جو کچھ ہوتا رہتا ہے وہ سب تفصیل سے اس میں لکھا ہوا ہے اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ (۲) دوسری کا نام لوح محو و اثبات ہے کہ اس نوشتہ جات میں دعا و صدقہ وغیرہ عِلَل و اسباب کے تحت تغیر و تبدل کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے، تاکہ پتا چلے کہ خداوند عالم محو و اثبات پر قدرت کاملہ رکھتا ہے اور دعا و پکار اور صدقہ و خیرات کا بھی اثر ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ بے کار نہیں ہے۔

نیز واضح رہے کہ ہمیشہ امتحان اس لیے نہیں لیا جاتا کہ مُمتحِن کو پتا چلے کہ امتحان دینے والا اہل ہے یا نا اہل۔ بلکہ دوسروں پر کسی شخص کی اہلیت یا نا اہلی ظاہر کرنے کے لیے بھی لیا جاتا ہے۔ کما لا یخفیٰ۔

سوال نمبر۲۲۰ : علم کسے کہتے ہیں۔ علم حاصل کرو اگرچہ تمھیں چین جانا پڑے، کیا یہ حدیث مستند ہے؟

جواب باسمہ سبحانہ ! علم کے معنی کسی چیز کے جاننے کے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ علم الشیٔ افضل من جھل الشیٔ۔ کہ کسی چیز کا جاننا اس کے نہ جاننے سے بہتر ہے۔ اب علم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) دینی علم (۲) دنیوی علم۔ جناب شہید مُطہری نے اپنے بعض مقالات میں بالکل بجا لکھا ہے کہ ہر وہ علم جس کی ملک و ملت کو ضرورت ہے

اس علم کا حاصل کرنا ضروری ہے، تاکہ ملک وملت ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوسکے۔ یہ حدیث مستند ہے یا نہ لیکن مشہُور ضرور ہے۔ اور اصول درایت کے مطابق ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی مُحتاج نہیں ہے کہ جس قدر علم پر دین اسلام نے زور دیا ہے اس کی ادیان عالم میں نظیر نظر نہیں آتی۔ ظاہر ہے کہ قومیں علم سے ترقی کرتی ہیں۔ جہالت سے کوئی ترقی نہیں کرسکتی۔

سوال نمبر۲۲۱: وسوسہ اور الہام میں فرق کیا ہے؟

جواب باسمہ سبحانہ! وسوسہ دل و دماغ میں برے خیالات پیدا ہونے کا نام ہے۔ جب کہ الہام اچھے خیالات کے دل ودماغ میں پیدا ہونے کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے (یوسوس فی صدور الناس) اور الہام والقا رحمٰن کی جانب سے ہوتا ہے۔ (ونفس وماسواھا فالھمھا فجورھا وتقواھا)

دوسرے بعض لوگوں کے سوالات کے جوابات:

یعنی جناب ابوالحسن آف شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ کے سوالات کے جوابات۔

سوال نمبر۱: کیا تشہّد نماز میں علی ولی اللہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب باسمہ سبحانہ! نماز توقیفی عبادت ہے، یعنی اس کے اجزاء وشرائط خدا نے مقرر کیے ہیں اور رسول اللہ اور آل رسولؐ نے پڑھ کے دکھائی ہے۔ اور جب خدا نے تشہّد میں شہادت ثالثہ مقرر نہیں کی ہے اور سرکار محمدؐ و آل محمد علیہم السّلام نے پڑھی نہیں ہے تو کوئی شخص مداخلت فی الدین کرتے ہوئے نماز میں کوئی چیز بڑھا یا گھٹا نہیں سکتا۔ لہذا جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر۲: کیا غالی ومفوضہ اور مرزائی مُسلمان ہیں؟

جواب باسمہ سبحانہ! پہلے دونوں علی التحقیق اور تیسرا علی الاحوط کافر ومشرک اور خارج از اسلام ہیں۔

سوال نمبر۳: امور تکوینی یعنی موت وحیات اور خلق و رزق اور اولاد دینا اور بارش برسانا کیا یہ کام محمد و آل محمد علیہم السّلام انجام دیتے ہیں؟۔

جواب باسمہ سبحانہ! امور تکوینیہ کی انجام دہی اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور وہی یہ کام انجام دیتا ہے۔ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکائکم من یفعل من ذلک من شی سبحانہ وتعالی عما یشرکون۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو پہلے پیدا کرتا ہے پھر روزی کا انتظام کرتا ہے، پھر موت دیتا ہے اور پھر زندہ کرے گا۔ آیا اس کا کوئی ایسا شریک ہے جو خدا والے یہ کام کرے، پاک ہے اللہ اور بلند وبالا ہے ان باتوں سے جو مشرک کہتے ہیں۔ (پارہ ۲۱ سورہ روم رکوع نمبر۷) یہ عقیدہ رکھنا کہ سرکار محمدؐ و آل محمد علیہم السّلام یہ کام انجام دیتے ہیں، یہ تفویض ہے، جو کہ صریحاً شرک ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو شریعت میں مفوضہ کہا جاتا ہے جن پر اہل بیت رسولؐ نے لعنت کی ہے۔ تفصیل کے لیے احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کا مطالعہ کریں۔

سوال نمبر۴: کیا مولا علی رزق تقسیم کرتے ہیں؟۔

جواب باسمہ سبحانہ! یہاں تقسیم بمعنی تقدیر ہے۔ یعنی رزق مقدر کرنا، کسی کو زیادہ اور کسی کو کم اور یہ کام خداوند عالم کا ہے۔ جیسا کہ خود فرماتا ہے: نحن قسمنا

بینھم معیشتہم۔ ہم نے لوگوں کی روزی تقسیم کی ہے۔ (القرآن) اور خود حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

رضینا قسمۃ الجبار فینا
لنا علم و للاعداء مال

ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں کہ جس نے ہمیں دولت علم عطا فرمائی ہے اور ہمارے دشمنوں کو دولت مال۔ (دیوان حضرت امیر علیہ السلام) یہ کام نہ خدا نے مولا علیؑ کے ذمہ لگایا ہے اور نہ مولا علیؑ نے کبھی اس بات کا دعویٰ فرمایا ہے۔

سوال نمبر ۵: مساجد میں باآواز بلند نعرہ لگانا یعنی اللہ اکبر یا رسول اللہ یا علی کہنا یا بلند آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا کیسا ہے، جب کہ نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو رہا ہو۔

جواب باسمہ سبحانہ! مساجد کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ وہاں آواز بلند نہ کی جائے، اگرچہ تلاوت قرآن کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔ لہذا مساجد کے اندر نعرہ بازی آداب مسجد کے خلاف ہے۔ اس موضوع کی پوری وضاحت ہماری کتاب اصلاح الرسوم میں دیکھی جائے۔

سوال نمبر ۶: مردوں کے لیے ہاتھوں میں کڑی یا کڑا اور پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں اور کانوں میں مرکیاں و بالیاں نماز کی حالت میں کیسا ہے یا سنت امام چہارم سمجھ کر پہننا جائز ہے؟

جواب باسمہ سبحانہ! نبی ہوں یا امامؑ، ان کا وہ کام سنت ہوتا ہے جسے وہ اپنے ارادہ و اختیار سے انجام دیں۔ بنابریں کانوں میں مرکیاں اور بالیاں پہننا عورتوں کا کام ہے، اور ہاتھوں اور پاؤں میں کڑیاں اور بیڑیاں امامؑ کے ظالموں کی سنت ہے جنھوں نے ظلم و جور سے امامؑ کو پہنائی تھیں۔ لوہے کا چھلا بھی انگلی میں ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے، چہ جائے کہ سیروں کے حساب سے بیڑیاں پہنی ہوں۔

سوال نمبر ۷: بزرگوں اور پیروں کے نام پر لٹیں رکھنا کیسا ہے؟۔ بعض لوگ بچوں کی موتراشی کے وقت ان کے سروں پر لٹیں چھوڑ دیتے ہیں، جنھیں چند سالوں کے بعد بزرگوں کے مزارات پر جا کر کٹواتے ہیں؟

جواب باسمہ سبحانہ! اسلامی نقطہ نگاہ سے ان لٹوں کے رکھنے اور پھر بزرگوں کے مزارات پر جا کر ان کے کٹوانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ اغیار کی رسمیں ہیں۔

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزاء ایماں بن گئیں

مزید تفصیل ہماری اصلاح الرسوم میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر ۸: ڈاڑھی مونڈنا اور مونچھیں بڑھانا کیسا ہے؟

جواب باسمہ سبحانہ! فقہ جعفریہ کے نقطہ نگاہ سے ڈاڑھی مونڈنا یا مونڈنے کے برابر مشین پھروانا بالاتفاق حرام ہے اور فعل مجوس ہے اور مونچھیں بڑھانا سخت مکروہ ہے۔ واضح رہے کہ ڈاڑھی منڈوانے والے اور مونچھیں بڑھا کر ان کو تاؤ دینے کی وجہ سے بنی اسرائیل کی ایک قوم ملہی مچھلی کی شکل میں مسخ ہو چکی ہے۔ (اصول کافی)

اللھم صل علی محمد و آل محمد

باب المتفرقات

(گزشتہ سے پیوستہ)

خلافت قرآن کی نظر میں

تحریر: محقق عصر مولانا سید محمد حسین زیدی برتی مدظلہ العالی (چنیوٹ)

"لیستخلف" کا صحیح معنی

"لیستخلفکم" کے صحیح معنی سمجھنے کے لیے اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے کہا تھا: "لیستخلفکم "لیکن خدا نے اس کی تفسیر میں سورہ دخان کی آیت ۲۸ میں فرمایا: "اورثناھا"۔ اور پھر سورۂ بنی اسرائیل میں ان دونوں الفاظ کی مزید تشریح میں فرمایا: "اسکنوا" آباد ہوجاؤ۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

"فاراد ان یستفزھم من الارض فاغرقناہ ومن معہ جمیعا و قلنا من بعدہ لبنی اسرائیل اسکنوا الارض"۔ (بنی اسرائیل ۱۰۳۔۱۰۴) "فرعون نے تو یہ ارادہ کیا تھا کہ تم کو سرزمین مصر سے پریشان کر کے نکال دے۔ پس ہم نے اسی کو اور جو اس کے ساتھ تھے ان سب کو ڈبو دیا اور اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ اب تم اس زمین میں (جہاں سے فرعون نے تم کو نکالنا چاہا تھا) آباد ہوجاؤ۔ "اسکنوا" سکونت اختیار کرلو۔ ساکن ہوجاؤ، بس جاؤ۔

اب ہم اس لفظ کی طرف رجوع کرتے ہیں جس کے ذریعہ پیغمبر نے ایمان لانے والوں کو کافروں کا وارث بنانے، کافروں کی زمین میں آباد کرنے اور ان کا جانشین بنانے کی پیش گوئی فرمائی تھی، اور انھیں ان کے مالوں کا مالک بنانے کا وعدہ کیا تھا۔

۳ "لیستخلف": یہ لفظ سورۂ نور کی آیت ۵۵ میں آیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم"۔ (سورہ نور: ۵۵) "تم میں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل انجام دیے ہیں، اللہ کا ان سے وعدہ ہے کہ وہ انھیں زمین میں دوسروں کی جگہ اسی طرح سے آباد کرے گا اور دوسروں کا اسی طرح سے جانشین اور وارث بنا دے گا جس طرح سے ان لوگوں کو وارث اور جانشین بنایا تھا جو ان سے پہلے گزرے ہیں"۔

یہ آیت وہ معرکۃ الآراء آیت ہے جس کے مفہوم کو ہر کسی نے اپنے مطلب اور اپنے اپنے فکر و نظر کے مطابق ڈالنے اور اپنے نظریہ اور عقیدہ پر چپکانے کی کوشش کی ہے۔ یہاں تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی نبوت کے ثبوت میں جو دلائل دیے ہیں، ان میں سے ایک یہ وعدہ استخلاف کی آیت بھی ہے۔ جس کو انھوں نے بڑے زور دار طریقہ سے اپنے حق میں دلیل

بنایا ہے۔ اور اپنی کتاب "شہادت القرآن" میں اس کو اپنی نبوت کی دلیل قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے مُسلمان مفکرین نے بھی جنھوں نے خلافت کو ایک منصب سمجھ لیا ہے، اس آیت کو دلیل بنا کر یہ مطلب نکالا ہے اور یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ خلافت پر کسی خاص شخص، خاندان یا طبقہ کا اجارہ نہیں ہے، بلکہ یہ عامۃ المسلمین کا حق ہے۔ اور آج کل ہمارے بچوں کو سکولوں، کالجوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اسی نظریہ کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اگرچہ مولانا مودودی صاحب نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" کے صفحہ ۳۴ پر شاید یہ دکھانے کے لیے کہ اسلام بھی جمہوریت کا قائل ہے، بلا امتیاز ہر کافر و مشرک صاحب اقتدار کو خدا کا خلیفہ کہا تھا، لیکن پھر صفحہ ۳۰ پر اس آیت کے ذیل میں جائز و ناجائز کی قید لگا کر انھوں نے اسے کل عامۃ المسلمین کے ساتھ مخصوص کر دیا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" میں "اجتماعی خلافت" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: "اس فقرے کی رو سے اہلِ ایمان کی جماعت کا ہر فرد خلافت میں برابر کا حصہ دار ہے۔ کسی خاص شخص یا طبقہ کو تمام مومنین کے اختیارات خلافت سلب کر کے انھیں اپنے اندر مرکوز کر لینے کا حق نہیں ہے اور نہ کوئی شخص یا طبقہ اپنے حق میں خدا کی خصوصی خلافت کا دعویٰ کر سکتا ہے"۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۳۵۔۳۶)

شاید مولانا مودودی صاحب کی کسی خاص شخص سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ اور خاص طبقہ سے مراد خاندانِ رسالت ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک بھی صرف وہی اس کے مدعی ہیں۔ گویا یہ اسی تحریک کی صدائے بازگشت ہے کہ نبوت اور حکومت ایک ہی خاندان میں نہیں جانی چاہیے۔ لیکن ایک باانصاف مطالعہ کرنے والا اگر عمیق نظر سے اس آیت میں غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ نہ تو خلافت کوئی منصب ہے اور نہ ہی اس میں کسی ایسے عہدہ کی بات ہے جس میں ہر برسراقتدار قوم یا اہلِ ایمان کی جماعت کا ہر فرد برابر کا حصہ دار بنے۔

آیئے اس آیت کے مطلب میں غیر جانبدارانہ طور پر غور کرتے ہیں۔ سیاق و سباق کلام میں اس آیت سے پہلے آیت ۴۷ سے آیت ۵۰ تک واضح طور پر منافقین کے بارے میں گفتگو ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے:

"ویقولون امنا باللہ و بالرسول و اطعنا ثم یتولی فریق منھم من بعد ذالك و ما اولئك بالمؤمنین" (النور: ۴۷) "اور (منافقین) یہ کہتے ہیں کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ان کے مطیع ہیں۔ پھر اس کے بعد انہی میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے۔ یہ لوگ دراصل ایمان ہی نہیں لائے"۔

اس کے بعد آیت ۴۸ سے آیت ۵۰ تک دو مُسلمانوں کے درمیان ایک جھگڑے کا ذکر کیا گیا ہے جن میں سے ایک مومن تھا اور دوسرا منافق۔ مومن نے اپنا جھگڑا یا مقدمہ پیغمبر اکرمؐ سے فیصلہ کرانے کی پیش کش کی، لیکن منافق اس بات پر تیار نہ ہوا۔ اور پیغمبر پر طرفداری کرنے کا الزام لگایا۔ ان آیات کا متن حسب ذیل ہے:

"و اذا دعوا الی اللہ و رسولہ لیحکم بینھم اذا

فریق منھم معرضون و ان یکن لھم الحق یاتوا الیہ مذعنین افی قلوبھم مرض ام ارتابوا یخافون ان یحیف اللہ علیھم و رسولہ بل اولئک ھم الظالمون"۔ (النور : ۴۸۔۵۰) "اور جب وہ اللہ کے اور اس کے رسُول کی طرف بلائے جاتے ہیں کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان میں سے ایک فریق (رسُول سے فیصلہ کرانے سے) روگردان ہوجاتا ہے، اگر ان کا کوئی حق ہوتا تو پھر تو وہ فرمانبرداری کرتے ہوئے رسُول کے پاس آجاتے۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں یا وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسُول ان پر کوئی ظلم کرے گا۔ (یہ کچھ نہیں ہے) بلکہ حقیقت میں یہ ہیں ہی نافرمان"۔

آیت ۴۸ سے آیت ۵۰ تک منافقین کا طرزِ عمل بیان کرکے آیت ۵۱ میں ان کے مقابلہ میں مومنین کی حالت بیان ہوئی ہے کہ "مومنین کا قول تو یہ ہوتا ہے کہ: "جب بھی انھیں خدا اور اس کے رسُول کی طرف اس غرض سے بلایا جائے کہ رسُول ان کے مابین فیصلہ کریں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ: ہم نے سنا اور اِطاعت کی، اور وہی فلاح پانے والے ہیں"۔ اور پھر آیت ۵۲ میں ایک کلیہ کے طور پر فرمایا: "جو بھی اللہ اور اس کے رسُول کی اطاعت کرے گا اور خدا سے ڈرے گا اور اس کی مخالفت سے بچتا رہے گا ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں"۔ (النور : ۵۲)

منافقین کی حالت، منافقین کا طرزِ عمل، منافقین کے مقابلہ میں حقیقۃً ایمان لانے والوں کی حالت اور ایک اصل کلی کا بیان کرنے کے بعد پھر منافقین کے قول کو رد کرتے ہوئے آیت ۵۳ میں فرمایا ہے:

"و اقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن امرتھم لیخرجن قل لا تقسموا طاعتہ معروفۃ ان اللہ خبیر بما تعملون"۔ (النور : ۵۳) "وہ بڑی بڑی قسمیں کھاکر کہتے ہیں کہ اگر اب انھیں جنگ کے لیے نکلنے کا حکم دیں تو وہ ضرور ضرور جنگ کے لیے میدان میں نکل کھڑے ہوں گے۔ تم کہہ دو کہ قسمیں نہ کھاؤ حقیقی اطاعت کی ضرورت ہے۔ (خالی خولی قسموں کی نہیں) بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے"۔

پھر آیت ۵۴ میں اپنے پیغمبر سے واضح طور پر یہ اعلان کرایا کہ:

"قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حملتم و ان تطیعوہ تھتدوا و ما علی الرسول الا البلاغ المبین"۔ (النور : ۵۴) اے رسُول ان سے کہہ دو کہ تم اللہ کی اور اس کے رسُول کی اطاعت کرو اور اگر تم روگردان ہوتے ہو تو سوائے اس کے نہیں کہ رسُول کے ذمہ تو اسی کی جوابدہی ہے جس پر وہ مامور کیا گیا ہے اور تمھارے ذمہ اس کی جوابدہی ہے جس پر تم مامور کیے گئے ہو اور اگر تم اس کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاجاؤگے اور رسُول کے ذمہ تو سوائے واضح طور پر احکام پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے"۔

آیت ۴۷ سے آیت ۵۴ تک منافقین کی حالت منافقین کا طرزِ عمل ان کی روگردانی اور ان کے دل کی

بیماری ان کے رسُول کے بارے میں شک اور رسُول اللہ سے بدظنی کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور آیت ۵۴ میں اپنے رسُول سے مکرر طور پر اطاعت کا حکم دلا کر یہ بتایا گیا ہے کہ رسُول کی اطاعت کا فائدہ تمھیں ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم ہدایت پا جاؤ گے۔ اب وہ معرکتہ الآرا آیت آتی ہے جس کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ:

"وعداللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت"۔ (النور: ۵۵) "تم میں سے جو کوئی بھی حقیقۃً ایمان لائے گا اور عمل صالح بجالائے گا، یا تم میں جو کوئی بھی حقیقۃً ایمان رکھتا ہے اور اعمال صالح بجالاتا ہے"۔

آیت ۴۸ سے اب تک خطاب منافقین سے چلا آرہا تھا، جو زبان سے اللہ اور اس کے رسُول پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے تھے لیکن عملاً اور حقیقۃً وہ خدا و رسُولؐ سے روگردان تھے اور قرآن کے الفاظ میں "و ماھم بمؤمنین" "وہ حقیقۃً ایمان ہی نہیں لائے تھے"۔ اور آیت ۵۵ میں خدا ان لوگوں سے جو حقیقۃً ایمان لائے ہیں خطاب کرتے ہوئے کہہ رہا ہے:

"وعداللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم"۔ (النور: ۵۵)

"تم میں سے جو لوگ حقیقۃً ایمان لائے ہیں اور نیک عمل انجام دیتے ہیں اللہ کا ان سے یہ وعدہ ہے کہ وہ انھیں زمین میں دوسروں کی زمینوں اور مالوں کا اسی طرح سے مالک و وارث و جانشین بنا دے گا جس طرح سے ان لوگوں کو مالک و وارث بنایا تھا جو ان سے پہلے گزرے ہیں"۔

خدا نے ایمان لانے والوں سے نہ صرف ثواب کا وعدہ کیا ہے جنّت کا وعدہ کیا ہے بہشت کی نعمتوں کا وعدہ کیا ہے اور آخرت کے چاہنے والوں سے آخرت کی ہر نعمت کا وعدہ کیا ہے وہاں ان ایمان لانے والوں سے جن کی نظریں دنیاوی نفع پر تھیں دنیاوی منافع کا بھی وعدہ کیا ہے وہ اہل ایمان جن کی نظریں مال دنیا پر تھیں ان کے بارے میں قرآن یوں کہتا ہے:

"منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ"۔ (آلِ عمران: ۱۵۲) "تم میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو دنیا کے طالب ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو آخرت کے طالب ہیں"۔

اس آیت میں منافقین کا ذکر نہیں ہے بلکہ حقیقۃً ایمان لانے والوں کو آیت دو گروہوں میں تقسیم کر رہی ہے کہ ان میں سے ایک گروہ کا مقصد دنیا کا حصول ہے اور ایک گروہ آخرت کے خیال سے عمل بجالاتا ہے، دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

"و من یرد ثواب الدنیا نوتہ منھا و من یرد ثواب الآخرۃ نوتہ منھا"۔ (آلِ عمران:)

"جو دنیا کے اجر کا طالب ہوگا اسے ہم دنیا میں ہی دیں گے اور جو آخرت کے ثواب کا طالب ہوگا اس کو ہم آخرت کا ثواب عطا کریں گے"۔

اس آیت میں ان ایمان لانے والوں کا بیان ہوا ہے جو دنیا کے طلب گار ہیں اور اسی لیے اللہ نے مُسلمانوں کے لیے مال دنیا میں سے بہت سے مال غنیمت

کا وعدہ کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :

"وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا"۔ (الفتح : ۲۰)

"اللہ نے تم سے بہت سے اموالِ غنیمت کا وعدہ کیا ہے جسے تم لوگے"۔

یہ وعدہ یقیناً ایمان لانے والوں سے ہے اور سورۂ نور کی آیت ۵۵ میں بھی وعدہ ایمان لانے والوں سے ہی ہے اور خطاب بھی یہ ایمان لانے والوں سے ہی ہے۔ خدا ان سے یہ کہہ رہا ہے کہ تم میں سے جو لوگ حقیقۃً ایمان لائے ہیں ہم انھیں صرف آخرت کے ثواب پر ہی نہیں رکھیں گے بلکہ مغانم کثیرۃ کے علاوہ ہم تمھیں کافروں اور اسلام کے دشمنوں کو ہلاک کر کے ان کی زمینوں، مکانوں، باغوں اور ان کے مال ومتاع کا بھی اسی طرح سے مالک و وارث بنادیں گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں (بنی اسرائیل) کو بنایا تھا۔

"لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم"۔

بنی اسرائیل کو بھی ان کے دشمنوں کی زمینوں، مکانوں اور مالوں کا ہی مالک ووارث بنایا تھا، جیسا کہ سورۂ دخان کی آیت ۲۵ تا ۲۸ میں بیان ہوا ہے۔ "وہ کتنے کتنے باغ، کتنے کتنے چشمے، کتنی کتنی کھیتیاں، کیسے کیسے نفیس مکانات اور آرام و آسائش کی وہ چیزیں جن میں وہ عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کیا کرتے تھے، چھوڑ کر چلے گئے"۔

"واورثناھا قوماً آخرین"۔ (دخان : ۲۸)

"اور ہم نے ان چیزوں کا ایک دوسری قوم (بنی اسرائیل) کو وارث بنادیا"۔

سورۃ الکوثر کی عملی تفسیر حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا

تحریر مولانا سید محمد عون نقوی کراچی

آقائے نامدار حضرت سرور کونین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو فرزندوں حضرت طاہرؑ (عبداللہ) اور حضرت قاسمؑ کے انتقال کے بعد کفار و مشرکین مکہ نے آپؐ کو ابتر یعنی بے نسل کہنا شروع کر دیا تھا اور کہتے تھے (نعوذ باللہ) جیسے ان کی اولاد ختم ہوگئی ایسے ہی دین بھی ختم ہوجائے گا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد ایک دن جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ ملیکۃ العرب کسی سے ہم کلام تھیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ اے خدیجہؑ آپ کس سے ہم کلام ہیں، ام المومنینؑ نے فرمایا کہ میرے جسم سے کسی کے بولنے کی آوازیں آتی ہیں، کوئی بچہ مجھ سے ہم کلام ہوکر میرا جی بہلاتا ہے۔ اتنے میں جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور پیغام خداوندی دیا کہ "انا اعطینٰک الکوثر" اے میرے حبیبؐ ہم نے آپؐ کو کوثر عطا کیا۔ آپؐ خوش ہوئے اور ام المومنینؑ سے فرمایا کہ یہ بچہ نہیں بلکہ میری لخت جگر ہے جن کا قرآنی نام کوثر ہے اور زمینی نام فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوگا۔ اس موقع پر ام المومنینؑ نے شکر ادا کیا کہ جب حضرت مریمؑ دنیا میں آنے سے پہلے اپنی مادر گرامی بی بی حناؑ سے ہم کلام ہوسکتی ہیں تو دختر خاتم النبیین فخر مریمؑ بھی اپنی ماں سے باتیں کرسکتی ہیں، جبکہ بی بی مریمؑ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں اور سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراءؑ قیامت تک اور جنت کی عورتوں کی سردار قرار پائی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۰ جمادالاول بعثت کے پانچویں سال جمعہ کے روز مکہ المکرمہ میں ہوئی۔ آپؐ کا اسم گرامی فاطمہ اور مشہور القاب صدیقہ، مبارکہ، زکیہ، راضیہ، محدثہ، زہراء، بتول ہیں۔ سلام اللہ علیہا۔ آپؑ سورۃ الکوثر کی عملی تفسیر بن کر دنیا میں آئیں، کیونکہ نسل رسول اللہؐ آپؑ ہی کے ذریعے سے چلی اور قرآن میں اللہ کے وعدے کے مطابق نبی پاکؐ کا دشمن ہی بے نسل رہا، اور آپ کی اولاد حضرت فاطمۃ الزہراؑ اور حضرت علیؑ کے ذریعے قیامت تک جاری ہے۔ پانچ سال کے سن میں سایہ مادر گرامی ام المومنین الکبریٰ سلام اللہ علیہا اٹھ گیا۔ آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کو غم کا سال (عام الحزن) قرار دیا، وفات ام المومنینؑ اور مربی رسول حضرت ابوطالبؑ کے بعد کفار و مشرکین مکہ نے آپؐ کو اذیتیں زیادہ دینا شروع کیں اور آپؐ بحکم خدا مکہ سے مدینہ ہجرت فرماگئے اور حضرت علیؑ رسول پاکؐ کے حکم پر امانتیں کفار مکہ کو ادا کر کے مختصر سا قافلہ لے کر مدینے آئے، جس میں بنی ہاشم کی مستورات اور دختر رسولؐ حضرت فاطمہؑ بھی شامل تھیں۔ اس قافلہ کو قافلہ فواطم کہا گیا ہے۔

آپؐ بچپن ہی سے نہایت عبادت گزار اپنے بابا رسول خداؐ کی سیرت و کردار کی آئینہ دار اور معصومہ عالم تھیں۔ آپؐ کا عقد مولود کعبہ، فاتح بدر و حنین اور خیبر و خندق حضرت علی بن ابی طالبؑ سے ہوا۔ اس مقام پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ علیؑ نہ ہوتے تو میری بیٹی کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ اللہ نے

آپ کو امام حسنؑ و حسینؑ، زینبؑ و ام کلثوم جیسی اولاد عطا فرمائی، جنھوں نے اپنی قربانی، ایثار، حریت، جرأت و بہادری، گفتار و کردار اور اپنی سیرت طیبہ سے قیامت تک کے لیے اعلیٰ مثالیں قائم فرمائیں اور آج علم و عمل کا ہر متلاشی اولاد حضرت فاطمہؑ سے درس حاصل کرتا ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا نے صنف نسواں کے لیے اعلیٰ مثالیں قائم فرمائیں۔ گھر کا سارا کام جھاڑو دینا، کھانا پکانا، چرخہ کاتنا، چکی پیسنا اور بچوں کی دیکھ بھال کرنا، نیز عدالت و عصمت کی عظیم مثال قائم فرماتے ہوئے کنیز فضہؑ سے فرمایا کہ ایک دن گھر کا

حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کائنات کی وہ بے مثال خاتون ہیں جن کے والد پیغمبر اور شوہر امام ہیں اور انھیں دو اماموں کی ماں بننے کا شرف حاصل ہوا ہے اور جن کی نسل میں امامت قائم رہ گئی آپ کو رب العالمین نے تین بیٹے اور دو بیٹیاں عطا کیں آپ نے سب کو راہ خدا میں قربان کر دیا فرزند شہید ہوئے اور بیٹیاں راہ خدا میں اسیر ہوئیں علیھم السلام

کام میں خود کروں گی اور ایک دن تم کرو گی۔ اس طرح کنیزوں اور خدمت گزاروں سے مساوات محمدیؐ کی اعلیٰ مثال قائم فرمائی۔ اسلام میں عورت اور مرد کے جہاد میں فرق ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراءؑ نے جنگ کی نیت سے کبھی میدان میں قدم نہیں رکھا لیکن جنگ احد میں زخمی بابا رسول خداؐ کے زخموں کو دھونے، خون میں ڈوبی ہوئی تلوار، ذوالفقار کو صاف کرنے اور علیؑ کو ہمت دلانے، نیز دین اسلام کو کامیابی سے ہم کنار کرانے کے لیے آپؑ کی سیرت تمام افرادِ بشر کے لیے مشعل ہدایت ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دختر کی ایثار و قربانی کو چار چاند لگاتے ہوئے فرمایا: فاطمہؑ بہشت میں جانے والی عورتوں کی سردار ہیں۔ اللہ کی رضا ئیت آپؑ کی رضائیت میں مضمر ہے۔ جس نے فاطمہؑ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے رنجیدہ کیا اس نے خدا کو ناراض کیا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، امالی، احسن المقال وغیرہ) حضرت فاطمۃ الزہراءؑ جب رسول پاکؐ کے حجرے میں جاتیں تو آپؐ سیدہؑ کے احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے اور عظمت زہراءؑ کا اظہار فرماتے تھے۔ (ترمذی، زاد العقبیٰ) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فاطمہؑ میرا جز ہے، جس نے سیدہؑ کو اذیت دی تو گویا اس نے مجھے اذیت دی، قرآن مجید میں اللہ نے آیت تطہیر، آیت مودت، آیت مباہلہ اور سورۃ کوثر کے ذریعے طہارت، محبت، عصمت اور صداقت حضرت فاطمہؑ کو ظاہر فرماتے ہوئے انہی سے محبت کو اجر رسالت قرار دیا ہے۔ آپؑ کی سیرت طیبہ اور اعلیٰ کردار قیامت تک کی خواتین کے لیے مشعل ہدایت، روشنی کا مینار اور آپؑ سے محبت امت کی نجات کا ذریعہ اور آپؑ سے عداوت جہنم کا راستہ ہے۔ حضرت سیدہؑ بیت الحزان میں اپنے بابا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلسل گریہ فرمایا کرتی تھیں، دروازہ جلائے جانے پر حضرت محسنؑ کی شہادت اور باباؐ کے فراق میں روتی ہوئی ۱۹ سال کے سن میں ۳ جمادی الثانیہ ۱۱ ہجری کو اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔ آپؑ کی وصیت کے مطابق بانس کی قمچیوں سے پہلی مرتبہ تابوت بنایا گیا، تا کہ جسم کی ساخت ظاہر نہ ہو اور پردے کی اعلیٰ مثال قائم ہو۔ آپؑ کو حضرت علیؑ نے غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھائی اور حجرہ رسول اکرمؐ یا جنت البقیع میں سپرد تراب کیا۔

اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد

﴿بسلسلہ گولڈن جوبلی﴾

مجمع علوم وفنون، اور ذخیرہ گفتار وکردار

تحریر: آفاق ملانہ گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ

پانی کے ہوتے ہوئے تیمم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نجفی صاحب کی خدمات کا جائزہ لینے کے لیے بڑی بڑی شخصیات جناب ..... جناب ..... موجود ہیں، لیکن عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کے لیے اس چڑیا کی مانند جو نارِ نمرود بجھانے کے لیے چونچ میں پانی لے کر آتی تھی اور پھینکتی تھی، کسی نے پوچھا کہ اے چڑیا تیری اس بوند سے یہ آگ کیسے بجھے گی؟ تو چڑیا نے جواب دیا کہ مجھے بھی پتا ہے کہ میری اس بوند سے اس آگ کا الاؤ کم نہیں ہوگا لیکن مستقبل کا مورخ مجھے آگ بجھانے والوں میں شمار کرے گا، لگانے والوں میں نہیں۔ بس یہی سوچ کر میں بھی اپنی چند معروضات پیشِ خدمت کر رہا ہوں۔

علماء حقہ کی کسر نفسی اور بے نیازی شہرہ آفاق ہے اور قبلہ نجفی صاحب اس کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ اگر قبلہ صاحب ناراض نہ ہوں تو یہ خالص درویشانہ اور ابوذرانہ مزاج رکھتے ہیں۔ سب نے لکھا کہ جب حضرت ابوذر نے اسلام قبول کیا تو ابھی کلمہ توحید پڑھ کے بزم رسولؐ میں بیٹھے ہی تھے کہ ایک بدو کو دیکھا کہ جو بتوں کو سجدہ کر رہا ہے، جناب ابوذر نے رسالت مآبؐ سے عرض کی یا رسول اللہ اگر اجازت ہو تو اس کو تبلیغ کروں؟ رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ کرو لیکن یہ یاد رکھو کہ یہ لوگ تشدد کریں گے۔ جواب دیا کہ قبول ہے۔ حضرت ابوذر نے فوراً اس بدو سے کہا کہ تم کتنے بھولے اور بے وقوف ہو کہ اپنے ہاتھوں سے بنا کر اسے پوج رہے ہو اور سجدہ کر رہے ہو۔ جناب ابوذر کا یہ کہنا تھا کہ وہ بدو اور دوسرے آپ پر پل پڑے، حتیٰ کہ حضرت عباسؓ کا گزر ہوا تو انھوں نے کفار سے کہا کہ جانتے بھی ہو کہ یہ قبیلہ غفار کا فرد ہے اور تمھاری تجارت اسی طرف سے ہوتی ہے۔ تب انھوں نے حضرت ابوذر کو چھوڑا۔ دوسرے دن پھر حرم میں رسالت مآبؐ کے ساتھ بیٹھے تھے تو پھر ایک بدو عورت کو بتوں کے آگے سجدے کرتے دیکھا، جناب ابوذر پھر کھڑے ہو کر اسے سمجھانے لگے۔ بس پھر کیا تھا، وہی کل والی صورت حال پیش آئی۔ جب رسالت مآبؐ نے دیکھا کہ ابوذر کا مجاہدانہ مزاج کسی غلط بات کو برداشت ہی نہیں کر سکتا تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوذر تم اپنے قبیلے میں چلے جاؤ اور وہاں جا کر تبلیغ کرو۔ چنانچہ حضرت ابوذر اپنے قبیلہ میں چلے گئے اور تھوڑے دنوں میں سب کو مسلمان بنا کر واپس حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

یہاں بلاتشبیہ میں کہوں گا کہ نجفی صاحب بھی ابوذرانہ

مزاج رکھتے ہیں۔ جب نجف اشرف سے علم حاصل کر کے پاکستان آئے تو یہ بھی اپنی قوم کی حالت دیکھ کر برداشت نہ کرسکے کہ یہاں شیعیت کے روپ میں نصیریت پیش کی جارہی ہے۔ چنانچہ نجفی صاحب بھی قلم بدست اس میدان میں مردانہ وار مجاہدانہ کردار ادا کرنے کے لیے کود پڑے۔

تاریخ گواہ ہے کہ سچائی اور نیکی کے علم برداروں کی راہ پر آشوب گھاٹیوں سے ہو کر نکلتی ہے۔ چنانچہ قبلہ صاحب کی ہنگامہ پرور زندگی کے حالات گواہ ہیں کہ اہل تقویٰ و فتویٰ کے قلوب آپ سے اٹک کر رہ گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے مخالف تو پردہ گمنامی میں چلے گئے لیکن آپ کی شخصیت کی اہمیت اور دعوت کی صداقت نمایاں اور واضح ہوتی چلی گئی۔ اگر کوئی دشمن ہے بھی تو وہ ناواقف، یا خود غرض یا جوش ملیح آبادی کے الفاظ میں تاجران خون حسینؑ ہیں۔

نجفی صاحب قرآن کے عالم فرامین ائمہؑ کے حافظ اور ان دونوں (قرآن و حدیث) کے لغوی و شرعی معانی کے ماہر، آثار سلف کے عارف اور نحو و لغت، فلسفہ و منطق کے استاد، "فقہ مقارن" پر حاوی، محقق و مدقق، ذہانت میں یکتا، فرمان معصومؑ کے مصداق، کہ "ہمارے علماء سرحدوں پر مورچہ زن ہیں جو دشمن کا ہر وار رد کرتے ہیں"۔ فقہ جعفریہ کی طرف سے دفاع کرنے والے جس کا ثبوت تجلیات صداقت" اور "تحقیقی دستاویز" ہے۔

نجفی صاحب فقہ، تاریخ، تحقیق، تفسیر، حدیث میں خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ لیکن علم کلام اور مناظرہ میں تو مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ جس کا لوہا اپنے پرائے سب مانتے ہیں۔ جس کا بین ثبوت "احسن الفوائد" اور "اصول الشریعہ" ہیں۔ کبھی کبھی قبلہ صاحب بڑی دلسوزی سے کہا کرتے ہیں کہ مناظرہ کا علم ہم نے دشمنوں کا منہ بند کرنے کے لیے سیکھا، لیکن افسوس کہ وہ اپنوں کے خلاف استعمال کرنا پڑ گیا۔ لیکن کیا کریں جب "کوے" "ہما" بننے لگیں تو پھر بولنا ہی پڑتا ہے۔ دکھ تو اس بات کا ہے کہ قبلہ صاحب کی مخالفت وہ لوگ کر رہے ہیں جو کسی بھی پہلو سے مکمل نہیں ہیں۔ نہ روحانی طور پر، نہ علمی طور پر، نہ اخلاقی طور پر اور نہ ہی معاشرتی طور پر۔ فکری افلاس کے مارے ہوئے، جن کا فعل بھی کمرشل اور سوچ بھی۔

نجفی صاحب کے ناقدین کا کہنا ہے کہ "انھوں نے اپنی جوابی کتب میں اپنے مخالفین کو ترش الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔ میں یہاں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ قبلہ صاحب پر ترشی کا الزام لگانے والے ذرا ان حالات کو بھی مد نظر رکھیں کہ جب یہ کتب منظر عام پر آئیں، نجفی صاحب کی ہنگامہ پرور زندگی میں جتنی بھی "مناقشیں" اور تنازعے پیش آئے نجفی صاحب کے بارے ہر آدمی جانتا ہے کہ وہ دین کے معاملے میں قرآن و سنت سے سر مو بھی تجاوز گوارا نہیں کرتے۔ اور اسی کی دعوت سب کو دیتے ہیں۔ اگر یہ حدت و شدت قرآن و سنت کی حفاظت و استحکام کے لیے ظاہر کی جائے تو اس کا نام حمیت دین ہونا چاہیے یا ترش کلامی؟ کیا غیرت و حمیت ہر مسلمان کے لیے باعث احترام نہیں ہے؟ مثلاً ایک شخص قرآن و سنت کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس کا مخالف ایسی باتیں کرتا ہے جن کا قرآن و سنت سے ذرا بھی تعلق نہیں ہے تو

سوچیے کہ داعی اسلام کی حالت کیا ہوگی؟۔ اور بدقسمتی سے قبلہ صاحب کا مقابلہ ان لوگوں سے ہے جو "روٹی کسی طور کما کھائے مچھندر" کے مصداق صرف اپنی روٹی روزی کے چکر میں اسلام اور تشیّع کو کند چھری سے ذبح کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

"مخرج الحی من المیت" کی عجیب شان ہے کہ وہ فرعون کی گود میں موسیٰ کی پرورش کراتا ہے۔ اسی طرح اس نے پاکستانی فضا، جو کہ نصیریت اور تفویض سے بھر چکی تھی نجفی صاحب کی شکل میں ایک ابوذر مزاج بھیجا جس نے ہمیں نصیریت اور تفویض سے بچا کر شیعیت کی راہ پر لگایا، ورنہ ہم تو شرک کی حدوں تک پہنچ چکے تھے۔

گو یہ دور قحط الرجال کا ہے، لیکن خدا کا فضل ہے کہ نجفی صاحب جیسے بطل جلیل ہم میں موجود ہیں۔ قبلہ صاحب ہمہ صفت ہیں اور یہ سب خداوند متعال کی کرم نوازی ہے کہ عام طور پر لوگ کسی ایک فیلڈ میں نام کماتے ہیں جو تفسیر میں یکتا ہیں وہ حدیث سے ناواقف، جو حدیث میں درک رکھتا ہے وہ فقہ کی موشگافیوں سے نابلد، جو فقہ میں دسترس رکھتا ہے وہ منطق کی وادیوں میں داخل نہیں ہوتا، جو منطق سے آشنائی رکھتا ہے اسے فلسفہ کی دشوار گزار گھاٹیوں سے ڈر لگتا ہے؛ جو فلسفہ کا رمز آشنا ہے علم کلام سے راہ و رسم نہیں رکھتا۔ جو علم کلام کا ماہر ہے وہ انشاء پردازی سے دور، جو ادب و انشاء کی دنیا کے شہسوار وہ مناظرہ کے میدان کا بھاری پتھر چوم کر رکھ دیتے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے نجفی صاحب کی ذات مجمع علوم و فنون، منبع حرب و پیکار اور ذخیرہ گفتار و کردار ہے۔

اگر نجفی صاحب کو بطور انسان ڈسکس کیا جائے تو اس ایک فقرہ میں ان کا سارا کردار سمٹ آتا ہے۔ اتنا بڑا عالم ہر چھوٹے بڑے کو اٹھ کر ملتا ہے۔ ہر کوئی ان کے اخلاق کا گرویدہ ہے۔ اتنا بڑا قد کہ کسی سے کد نہیں۔

نجفی صاحب نے تفسیر کے میدان میں قدم رکھا تو "فیضان الرحمٰن" جیسا شاہکار قوم کو دیا، اور جب حدیث کا میدان چنا تو "وسائل الشیعہ" کا ترجمہ جو بیس جلدوں میں ہے، جس میں قریباً ۳۸۰۰۰ احادیث ہیں وہ ابنائے قوم کے سامنے رکھا۔ (صحاح ستہ میں قریباً ۱۳۰۰۰ احادیث ہیں۔) "حدیث قدسی" کا فیلڈ چنا تو "کواکب مضیہ" لکھ کر پیش کی۔ اور جب فقہ کی گنجلک وادی میں قدم رکھا تو "قوانین الشریعہ" جو دو جلدوں میں لکھ کر قوم کو ایک نئے انداز کی "توضیح المسائل" دی۔ جس میں واقعی مسائل کی وضاحت کی گئی ہے۔ ہر مسئلہ کے شروع میں دلائل دیے گئے ہیں تاکہ کب، کیوں، کیسے والے اذہان کو مطمئن کیا جا سکے۔

جب علم کلام کی باری آئی تو نجفی صاحب اس میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ "احسن الفوائد" تیس سال کی عمر میں لکھ کر تشیّع عقائد کی وضاحت کی۔ جب جب تاریخ و تحقیق کی باری آئی تو آپ نے مقتل کے موضوع پر "سعادت الدارین" لکھ کر یہ بہانہ ختم کر دیا کہ اردو دان طبقہ کے لیے مقتل کے موضوع پر کوئی کتاب نہیں۔ مناظرے کے موضوع پر نجفی صاحب تجلیات صداقت، حدیث الثقلین، اثبات امامت، تحقیقی دستاویز لکھ کر دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیے۔

مطالعہ کا ذوق و شوق اتنا ہے کہ بھاوج کا اپریشن ہو

رہا تھا اپریشن تھیٹر میں اور نجفی صاحب انتظار گاہ میں مصر سے چھپی ہوئی عربی کی کتاب پڑھ رہے تھے، ادھر اپریشن ختم ہوا ادھر کتاب بھی ختم ہو گئی۔ حافظہ غضب کا پایا ہے۔ دشمن بھی ان کی اس خوبی کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ستم ظریف کا حافظہ بلا کا ہے۔ چلتی پھرتی لائبریری ہے۔ ہر کوئی کتاب کتب خانے میں بیٹھ کر لکھتا ہے یہ شخص جہاں کبھی فارغ اور پرسکون ہو کتاب لکھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس حافظے کے گواہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے فریضہ حج ادا کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دوران حج ہمیں جہاں کہیں پرابلم پیش آیا ہم نے نجفی صاحب کو فون کیا اور نقد جواب سے اپنی پرابلم ختم کر لی۔ ان کی اس خوبی کی وجہ سے بہت سے حاجیوں نے اپنی تقلید بدل کر قبلہ صاحب کی تقلید کر لی۔

نجفی صاحب کے اکثر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ ہمارا مجتہد تو تین روپے کی دوری پر ہے۔ ادھر کال ملائی ادھر مشکل حل۔ اس خوبی کو نجفی صاحب عطاء ربانی کہہ کر سر جھکا لیتے ہیں اور کلمہ شکر ادا کرتے ہیں۔

قبلہ صاحب نے قومی معاملات میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ سید محمد دہلوی (۱۹۵۹ء) کا دور ہو، مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ کا زمانہ، سید عارف حسین الحسینی شہید کا دور یا پھر سید علی نقوی کا، آپ نے سب کے ساتھ مل جل کر قوم کے معاملات خوبی سے سلجھائے۔

قبلہ صاحب کے ناقدین کی ایک "خوبی" یہ بھی ہے وہ نجفی صاحب کی ہر بات، ہر فقرہ میں کیڑے نکالتے ہیں اور کبھی کبھی تو خود ڈال کر نکالتے ہیں (عبارت میں قطع برید کر کے) حالانکہ قبلہ صاحب نے ہر بار کہا کہ میں کوئی معصوم نہیں ہوں، میری تحریر میں، تقریر میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے، لیکن کوئی دلیل سے ثابت کرے تو میں درستگی پر تیار ہوں گا۔ لیکن کوئی دلیل و برہان سے بات تو کرے۔

قبلہ صاحب کے فتویٰ پر سختی کی گئی، مثلاً "شہادت ثالثہ در اذان" حالانکہ یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ جس کے لیے قبلہ صاحب کے پاس قرآن، چہاردہ معصومینؑ کے فرمان اور علمائے متقدمین سے دلائل نہ ہوں۔ نماز میں شہادت ثالثہ کا ذکر اس لیے نہ کروں گا کہ جو لوگ اس کے دعوے دار ہیں وہ خود بھی اس کے ضعف سے اچھی طرح آگاہ ہیں، صرف "اوپر والوں" کو راضی کرنے کے لیے اور اپنی تنخواہ کھری کرنے کے لیے اس کا پرچار کر رہے ہیں۔

قبلہ صاحب کی ہستی نادر الوجود بھی ہے اور ہمارا فرض کفائی بھی۔ اگر یہ شخص کھول کر نہ لکھتا تو خاکم بدہن ہم لوگ اقلیت قرار دیئے جا چکے ہوتے۔

عرصہ ۴۵ سال سے انھوں نے قوم کو ایک نئے اندازِ عزاداری سے روشناس کرایا ہے اور وہ ہے "بزم مذاکرہ"۔ جس میں عوام اپنے مسائل لائیو قبلہ صاحب سے پوچھتے ہیں اور قبلہ صاحب مدلل انداز میں تشنگان علوم کو مستفید کر رہے ہیں۔

افسوس ہے تو صرف ایک بات کا کہ مجلسی دوران کے مداح اور مقلدین ان تاریخی مذاکروں کو سنبھال کر نہیں رکھ رہے، ورنہ نجفی صاحب جیسی گاڈ گفٹڈ (GODGIFTED) کی ہر بات ریکارڈ ہونی چاہیے۔

خدا ان کا سایہ ہم پر تا دیر سلامت رکھے۔ آمین

بسلسلہ گولڈن جوبلی

اسلام کا ایک مضبوط قلعہ اور عظیم حصار

تحریر: گوہر عباس پہاڑپور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

نوید جاں فضا لے کر نسیم خوشگوار آئی
خدا کا شکر ہے باغ تمنا میں بہار آئی

غالباً ۱۹۷۸ء کی بات ہے کہ میری پہلی ملاقات قبلہ علامہ محمد حسین نجفی صاحب سے گاؤں چورہ ڈاکخانہ بلوٹ شریف جو کہ اب خمینی کوٹ کے نام سے مشہور ہے میں ہوئی، میں اس وقت قبلہ صاحب کے تحت مخالفین میں شمار ہوتا تھا۔ خدا بھلا کرے میرے محسن استاد عبداللہ سکنہ کچی کاٹھ گڑھ کا جنھوں نے قبلہ صاحب سے میری ملاقات کرا کے مجھے حق کی پہچان کرائی۔

پھر ہم نے اپنے شہر پہاڑپور میں قبلہ صاحب کو دعوت دینا شروع کردیا۔ پہاڑپور میں پہلی مجلس قبلہ صاحب، ملک اعجاز حسین صاحب، قبلہ غلام حسن نجفی صاحب اور سید غلام عباس شاہ حویلی کورنگا نے پڑھی، جب کہ ہمارے مخالفین نے اس وقت علامہ اثیر جاڑوی کو دعوت دی۔ پھر ہم نے قبلہ صاحب کے سالانہ پروگرامات شروع کردیے۔ یہ بات ہمارے مخالفین کو بڑی بری لگی۔ انھوں نے تبلیغ دین رکوانے کے لیے ۱۹۸۸ء میں قبلہ صاحب پر مکمل پابندی لگوادی۔ ہم نے قبلہ صاحب سے رابطہ کرکے پوچھا کہ ہم ان کے ذاکرین پر پابندی لگوانا چاہتے ہیں تو قبلہ صاحب نے بڑی سختی سے ہمیں منع فرمایا کہ نہیں ذکر حسینؑ پر آپ لوگوں کی طرف سے پابندی نہیں لگنی چاہیے۔

بعد میں قبلہ صاحب کے چاہنے والوں کی ہم نے ایک جماعت بنائی جس کا نام "انجمن اصلاح المومنین" رکھا۔ اس انجمن کی تگ و دو سے شہر پہاڑپور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں علماء حقہ کے دورہ جات شروع ہوگئے۔ پھر ہم نے محسوس کیا کہ پہاڑپور جو کہ تحصیل پہاڑپور کا ہیڈ کوارٹر ہے وہاں ایک مدرسہ ہونا لازمی ہے، مدرسہ کو چلانے کی تمام تر ذمہ داری علامہ قبلہ غلام حسن نجفی کے ذمہ ہوگئی۔ انھوں نے ۱۹۹۶ء میں مدرسہ باب الحسین کی بنیاد رکھی اور قبلہ صاحب محمد حسین نجفی نے اس وقت مبلغ (۲۰۰۰۰) بیس ہزار روپے امداد فرمائی۔ درس کی زمین سید آغا حسین بخاری سید مرید عباس بخاری اور سید علی شاہ بخاری نے وقف کی۔ اللہ پاک ان کے بزرگوں کے گناہ معاف اور انھیں جزائے خیر دے۔ آمین

دوسری طرف ہم نے ڈیرہ اسماعیل خان ہائی کورٹ میں قبلہ صاحب کی پابندی کو چیلنج کردیا۔ اکتوبر ۱۹۹۷ء میں

ہائی کورٹ نے ہمارے حق میں فیصلہ دیا اور قبلہ صاحب پر پابندی ختم ہو گئی۔ پابندی ختم ہونے کے بعد قبلہ صاحب نے سات روزہ دورہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کیا۔ یہ سلسلہ ۲۰۰۰ء تک رہا۔ پھر دہشت گردی اور فرقہ واریت کی وجہ سے ڈیرہ اسماعیل خان کے حالات خراب ہو گئے جس کی وجہ سے تبلیغ دین کا یہ سلسلہ ہمیں روکنا پڑا۔

بہر حال قبلہ صاحب کی انتھک محنت کے ثمرات پورے پاکستان میں ہر جگہ نظر آتے ہیں، لیکن ہمارے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور خاص طور پر پہاڑ پور میں زیادہ درخشاں ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ قبلہ غلام حسن نجفی کا بھی بہت بڑا کردار ہے۔ جنھوں نے نہ صرف تبلیغ دین کے لیے جدوجہد کی بلکہ معاشرے کی اصلاح کے لیے مدارس کی بنیاد رکھ کران کی ذمہ داری بھی احسن طریقے سے انجام دی۔

انجمن اصلاح المومنین ہمیشہ علماء حقہ کا دفاع کرتی آئی ہے۔ جب کسی عالم باعمل کے خلاف کبھی بھی کسی نے کوئی رسالہ یا پمفلٹ شائع کیا ہے اس انجمن نے اپنی حیثیت کے مطابق اس کا جواب دیا ہے جن میں محمد عباس قمی، صفدر رڈوگر، ناصر مہدی جاڑا، بشیر خان بلوچ سرگودھا اور سید زوار حسین ہمدانی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

علامہ محمد حسین نجفی کا وجود شیعیان جہان کے لیے ایک نعمت عظمٰی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی خدمات پاکستان میں نہیں بلکہ آج کل بیرون ملک میں بھی شایان شان نظر آتی ہیں۔ علامہ صاحب کی طبیعت میں ہر اچھی خوبی پائی جاتی ہے۔ اعلیٰ اخلاق، انتہائی ملنسار ہونے کے ساتھ ساتھ وہ حکیمانہ اور محققانہ سوچ کے بھی مالک ہیں، اللہ پاک ان کی عمر دراز فرمائے کیونکہ قبلہ صاحب اسلام کا ایک مضبوط قلعہ اور عظیم حصار ہیں۔

اراکین جامعہ فاطمۃ الزہراء بستی توحید تحصیل کروڑ ضلع لیہ کے اس احسن قدم کے انتہائی شکر گزار ہیں کہ انھوں نے دن رات محنت کر کے علماء حقہ کو اکٹھا کیا اور گولڈن جوبلی کا انعقاد کیا۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اس جامعہ اور اراکین جامعہ کو تمام برائیوں، بدعنوانیوں، بدعتوں اور کمزوریوں کا مقابلہ کرنے کی توفیق دے اور نوجوانوں کی فکری خلا کو پر کرنے، مادہ پرست اور موقع پرست لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمت مرداں عطا فرمائے اور مشن خیرالعمل میں تمام اراکین کو مضبوط اور توانا بنائے۔ آمین۔

خراج تحسین

ہم حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی مدظلہ العالی کو ان کی پچاس سالہ کامیاب دینی خدمات کے سلسلہ میں ہونے والی گولڈن جوبلی پر دل کی اتاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم ان کی یہ دینی و ملی خدمات اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور آئندہ تادیر ایسی ہی مزید خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے بجاہ النبی وآلہ الطاہرین علیہم السلام

منجانب : اساتذہ وطلاب اوراراکین

جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

گولڈن جوبلی رپورٹ

مفسر قرآن آیت اللہ علامہ محمد حسین نجفی صاحب کی پاکستان میں خدمات کے پچاس سال مکمل ہونے پر ان کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرنے کے لیے جامعہ فاطمتہ الزہرا سلام اللہ علیہا بستی توحید ضلع لیہ کی طرف سے تقریب گولڈن جوبلی کا انعقاد کیا گیا۔

گولڈن جوبلی کا عظیم الشان پروگرام ۶ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۱ء منعقد ہوا، جس میں صوبہ بلوچستان کے علاوہ باقی تین صوبوں کے مختلف اضلاع سے مومنین نے شرکت کی۔ ۵ مارچ کی شام کو موحدین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سب سے پہلے ضلع میانوالی سے پکی شاہ مردان، سکندر آباد، ماڑی انڈس، ماڑی شہر، کالاباغ، دوآبہ، پپلاں، گلن خیل اور داؤد خیل کے مومنین کا قافلہ دو فلائنگ کوچز پر سوار ہو کر پہنچا۔ ملتان سے حجۃ الاسلام مولانا اختر حسین نسیم صاحب، کوٹ ادو سے حجۃ الاسلام مولانا سید فضل حسین شاہ صاحب، جھنگ سے مہر فیاض عباس سیال صاحب، سرگودھا سے ڈاکٹر ملک افتخار حسین اعوان اور مولانا ملک اعجاز صاحب ۵ مارچ کی شام کو مومنین کے ہمراہ تشریف لائے۔ تمام مہمانان گرامی کو رات کا کھانا دیا گیا اور رہائش کا انتظام کیا گیا۔ مومنین کی آمد کا یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔ صبح کی نماز با جماعت حجۃ الاسلام مولانا اختر حسین نسیم صاحب آف ملتان نے مسجد امام علی نقی علیہ السلام بستی توحید آباد میں پڑھائی۔

یہ بات ذکر کے قابل ہے کہ گولڈن جوبلی پروگرام سے ایک ہفتہ پہلے پولیس نے مولانا ارشاد حسین توحیدی صاحب کو تنگ کرنا شروع کر دیا، ان کا موقف یہ تھا کہ اشتہارات اور دعوتی کارڈز کے علاوہ ہماری اطلاعات کے مطابق یہ پروگرام ملک گیر نمائندہ اجتماع ہے جس میں بڑی تعداد میں لوگ شرکت کر رہے ہیں۔ اس وقت دہشت گردی کی وجہ سے حالات خراب ہیں، آپ اس پروگرام کو ملتوی کریں یا افسران بالا سے تحریری اجازت لیں۔ لیکن توحیدی صاحب نے جواب دیا کہ قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب نے کئی دفعہ اعلان فرمایا ہے کہ مذہبی اجتماعات اور مجالس وغیرہ کے لیے کسی پیشگی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہم نے دینی مدرسہ کی طرف سے اس پروگرام کے انعقاد کی اطلاع دے دی ہے اور یہی اطلاع دینا کافی ہے۔ بہرحال انتظامیہ نے جلسہ کے روز کوئی گڑبڑ نہ کی اور سیکورٹی بھی فراہم کی۔

علامہ محمد حسین نجفی صاحب صبح آٹھ بجے تشریف لائے، صبح ۹ بجے لاہور سے مومنین کا قافلہ پہنچا، اس کے بعد ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پہاڑ پور سادات، وانڈا نادر شاہ، بستی جاڑا کے موحدین کے کا قافلہ آیا۔ اس کے بعد سارا دن قافلوں کی صورت میں اور فرداً فرداً موحدین کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ حجۃ الاسلام مولانا احسان علی اتحادی صاحب اپنے مدرسہ میں چھٹی کر کے چوک منڈا سے طلاب کے ہمراہ سپیشل کوچ پر صبح آٹھ بجے تشریف لائے۔

پروگرام کا آغاز صبح ۹ بجے تلاوت کلام الہی سے کیا گیا۔ محمد تقی توحیدی نے تلاوت کتاب اللہ کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد علماء کرام اور مقررین عظام نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پہلی

نشست کے آخر میں جامعہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی طرف سے دی گئی شیلڈ استاذ العلماء علامہ غلام حسن نجفی صاحب پرنسپل مدرسہ باب النجف جاڑا نے علامہ محمد حسین نجفی صاحب کو پیش کی۔ شیلڈ پیش ہوتے وقت سٹیج پر موجود تمام علماء اور ہزاروں کا مجمع کرسیوں سے اٹھ کر اس یادگار تاریخی منظر میں شامل ہوا۔ گولڈن جوبلی کے دن ہی قبلہ علامہ محمد حسین نجفی صاحب اپنی تعریفوں اور خدمات پر مشتمل واقعات و جملات سن کر خداوند منان سے استغفار کرتے ہوئے دو دفعہ رو پڑے اور سارا دن بار بار کہتے رہے میرے اللہ میرا یہی اجر قرار نہ دینا جو یہ (مقررین) کہہ رہے ہیں۔

مدرسہ کی طرف سے شیلڈ پیش کرنے کے بعد نماز ظہر کے لیے اذان دی گئی اور علامہ غلام حسن نجفی صاحب نے نماز ظہرین باجماعت ادا کرائی۔ نماز کے بعد جلسہ میں شریک دور و نزدیک کے تمام مومنین و تمام مومنات کو دوپہر کا کھانا دیا گیا۔

اس کے بعد جلسہ کی دوسری نشست کا آغاز بھی تلاوت کلام پاک سے ہوا جس میں تقاریر کے علاوہ مقالہ جات بھی پڑھے گئے۔ ہر دو نشستوں میں جن علماء کرام و مقررین عظام نے خطاب کیا

1. آیت اللہ علامہ محمد حسین نجفی صاحب دام ظلہ الوارف
2. علامہ غلام حسن نجفی صاحب آف ڈیرہ اسماعیل خان
3. حجۃ الاسلام مولانا اختر حسین نسیم صاحب پرنسپل مصباح العلوم ملتان
4. حجۃ الاسلام مولانا سید فضل حسین شاہ صاحب آف کوٹ ادو
5. مولانا حاجی خیر محمد فتکانی صاحب آف ڈیرہ غازی خان
6. مولانا حامد علی سندرانہ صاحب آف بھلوال سرگودھا
7. جناب مہر فیاض عباس سیال آف جھنگ
8. جناب مولانا ظہیر عباس صاحب آف چکوال
9. مولانا سید انیس الحسنین شاہ صاحب
10. ڈاکٹر ملک افتخار حسین اعوان آف سرگودھا
11. مہر اصغر علی صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جھنگ
12. مولانا غلام حسین حسینی آف سرگودھا
13. مولانا اقبال حسین خان آف ملتان
14. مرید کاظم خان صدانی کروڑ
15. مولانا ربنواز خان آف کوٹ

ان کے علاوہ جو علماء کرام و مقررین عظام تشریف لائے

16. جناب مولانا احسان علی اتحادی صاحب پرنسپل مدرسہ الہادی کربلا کمپلیکس چوک منڈا
17. جناب مولانا غامر عباس ہمدانی صاحب آف راولپنڈی
18. مولانا عابد حسین صاحب پرنسپل مدرسہ احیاء العلوم حیدریہ منڈی بہاؤالدین
19. مولانا حاجی محمد حسن صاحب آف دریا خان پرنسپل مدرسہ جامعۃ المرتضیٰ بھکر
20. مولانا احمد علی شاہد پرنسپل مدرسہ جامعہ امام مہدی بھکر
21. مولانا سید اشفاق حسین نقوی آف ڈیرہ غازی خان
22. مولانا ضیغم عباس میرانی پرنسپل مدرسہ دار القرآن لیہ
23. مولانا نیر عباس صاحب آف جھنگ
24. مولانا بشیر حسین عابدی صاحب پرنسپل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
25. مولانا ملک عمار رضا اعوان صاحب سلطان المدارس الاسلامیہ سرگودھا

مذکورہ بالا علماء کرام و مقررین کے علاوہ کافی دوسرے مولویان کرام بھی تشریف لائے۔

شرکاء گولڈن جوبلی جن علاقوں اور اضلاع سے تشریف لائے ان میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔

جھنگ، لاہور، بھکر، دریاخان، چنیوٹ، میانوالی، خوشاب، سرگودھا، ملتان، احمد پور سیال، چوک منڈا، کوٹ ادو، مظفر گڑھ، تونسہ شریف، ڈیرہ غازی خان، منڈی بہاؤالدین، چکوال، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ، شیخوپورہ، علی پور، راولپنڈی، گوجرانوالا، خانیوال، ضلع شکارپور سندھ، خیبر پختونخواہ ڈیرہ اسماعیل خان، اسکردو، گلگت، پاراچنار بلتستان، وغیرہ کے مومنین نے شرکت کی۔

مولانا نیر عباس صاحب مدرس دارالعلوم الجعفر یہ دربار راجن شاہ اپنے تمام طلاب سمیت ۵ مارچ کو تشریف لائے اور ۶ مارچ کی شام تک انتظامات سنبھالنے میں مکمل طور پر تعاون کیا۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض تنویر الکاظم خان اور مظہر حسین صاحب آف دریاخان نے انجام دیے۔

آخر پر اختتامیہ کلمات آیۃ اللہ علامہ قبلہ نجفی صاحب نے ادا فرمائے۔ تمام شرکاء تقریب گولڈن جوبلی اور علماء کرام کا شکریہ ادا کیا اور جامعہ فاطمتہ الزہراء سلام اللہ بستی توحید کے حق میں دعا فرمائی۔

مولانا حاجی محمد حسن صاحب آف دریاخان سمیت جو مقررین اپنے مقالہ جات پیش نہیں کر سکے یا جن شہروں و افراد کا ذکر ہم نہیں کر سکے ان سب سے ادارہ معذرت خواہ ہے۔

آخر میں ایک ضروری وضاحت یہ ہے کہ بعض مومنین نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے کہ انھیں دعوتی کارڈ نہیں ملا۔ اس بارے میں وضاحت یہ ہے کہ ضلع لیہ میں صرف اشتہارات دیے گئے تھے، دعوتی کارڈ لیہ کے علاوہ دوسرے اضلاع میں بھیجے گئے تھے۔ پھر بھی ہم جن مدارس و دیگر مومنین سے رابطہ نہیں کر سکے سب سے معذرت خواہ ہیں۔

والسلام

محمد منتظر جعفلانی

خراج تحسین

ہم دل کی گہرائیوں سے حضرت آیت اللہ علامہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی کی خدمت میں ان کی پچاس سالہ خدمات دینیہ کے سلسلہ میں گولڈن جوبلی منائی جانے پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم ان کی یہ خدمات اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور آئندہ تادیر ایسی ہی مزید خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے بجاہ النبی و آلہ الطاہرین علیہم السلام

منجانب الحجۃ کمپلیکس سرگودھا

ہم حضرت آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی علیٰ رؤس المومنین کو

ان کی دینی خدمات کی

گولڈن جوبلی پر

خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتے ہیں

خداوند عالم سے دعا ہے کہ حضرت آیۃ اللہ مدظلہ کو مزید خدمات دینیہ

انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے آمین

بسلسلہ گولڈن جوبلی

مجددِ دوراں

مہر اصغر علی
ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ غزالی ماڈل سکول
یوسف شاہ روڈ جھنگ

انسان فطرۃً مذہبی واقع ہوا ہے، وہ ابتدائے آفرینش سے ہی مذہبی عقائد و تصورات سے وابستہ رہا ہے۔ یہ عقائد کتنے ہی ابتدائی اور غیر واضح کیوں نہ رہے ہوں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی زمانے میں بھی انسان مذہب سے بے تعلق نہیں رہا۔ مذہبی عقائد نے مختلف روپ دھارے۔ جیسے جیسے انسان دیگر شعبہ ہائے زندگی میں ارتقائی منازل طے کرتا گیا اس کے مذہبی خیالات بھی متوازی خطوط پر ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔ پھر مختلف اقوام کے باہمی اختلاط و اتصال نے بھی ان عقائد کو بے حد متاثر کیا۔

جیسے دامن کوہ سے جب کوئی چشمہ پھوٹتا ہے تو پانی انتہائی صاف و شفاف ہوتا ہے لیکن جوں جوں وہ میدانوں کی طرف بڑھتا ہے خس و خاشاک اور گرد و غبار کی وجہ سے گدلا ہوتا جاتا ہے۔ یہی حال میرے مذہب کا ہے۔

آج سے ۱۴۳۲ سال سے پہلے اسلام کا چشمہ دامن فاران سے پھوٹا اور دھاروں میں بٹ کر شرق و غرب کی طرف بڑھا۔ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں مختلف الانواع کثافتیں شامل ہوتی گئیں۔ کہیں بدھا اور عیسائیوں کی رہبانیت اس میں آملی، اور کہیں آریاؤں کا نظریہ حلول و وحدت الوجود اور وحدت الشہود آ شامل ہوا اور کہیں راہ میں کلام و اعتزال کے خاکستان، کہیں جبر و اختیار کے خار زاروں سے جا گزرا، اور کہیں قنوت و رجا کے ٹیلوں سے جا ٹکرایا۔ ان مختلف گزرگاہوں سے ہوتا ہوا اور طویل راہ گزر کی آلودگیوں کو سمیٹتا ہوا یہ چشمہ جب ہم تک پہنچا تو ہم فیصلہ نہ کرسکے کہ یہ الہامی بلند یوں کا مقطر آب ہے یا کسی بدرو کا مکدر پانی۔ اہل نظر لرزے، صاحب فکر کانپے اور متلاشیانِ حق بے تابانہ منبع کی طرف بڑھے تاکہ ان مقامات کا کھوج لگائیں، جہاں سے کثافت اس چشمے میں شامل ہو رہی تھی۔ سفر لمبا تھا، منزل کٹھن، رہبر ناپید، خانہ ساز عقائد کی گھٹائیں محیط اور راہ تاریک ماحول میں گم۔ میں ہانپتا ہوا پروفیسر غلام عباس خان کے توسل سے مجددِ دوراں سے ملا تو ظلمت کافور ہونے لگی۔ الحاد کی دبیز تہوں میں نکھار آنے لگا۔ میری بصیرت کے دریچے وا ہوئے اور میرے مشرکانہ عقائد دم توڑنے لگے اور عرفان کے سوتے پھوٹے اور میرا متزلزل عقیدہ تجلی وحدت سے آشنا ہوا تو لامحالہ میں اپنے مسیحا کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہوتا گیا، اور آپ کی روحانی شخصیت کے جملہ خد و خال کا احاطہ کرنا تو ممکن نہ ہے، البتہ ایک نمایاں پہلو کو آپ کے سامنے لانے کی جسارت کر رہا ہوں جس کو قبلہ نجفی صاحب نے اپنی تبلیغات کا موثر ترین ذریعہ قرار دیا ہے، وہ ہے آپ کی Dialecticd Approach جس کو ماہر تعلیم Socratic Method بھی کہتے ہیں جو سقراط نے 380 قبل مسیح میں متعارف کروایا تھا۔ جس کا عملی مظاہرہ حضرت علیؑ نے مسجد کوفہ میں پیش کیا۔ شہید محراب آیت اللہ دست غیب شیرازی نے اپنی کتاب ولائت میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ آقا اگر کوئی سچا مخبر مجھے یہ خبر دے کہ میری زندگی کا صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا ہے تو اس مختصر وقت میں میں وہ کونسا بہترین کام ہے جو انجام دوں؟

کس قدر بہترین سوال تھا اور آپ نے کتنا خوبصورت جواب دیا۔ فرمایا: ''مذاکرہ علم''۔

شاید اسی بنا پر آیت اللہ نجفی صاحب اپنی عملی زندگی میں روایتی مجالس پر مجلس مذاکرہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ انتہائی مؤثر Approach ہے۔ قبلہ صاحب کی پچاس سے زائد تصانیف جو عالم تشیع کا بیش قیمت سرمایہ ہیں، وہ Visivke Cgabge نہ لاسکیں، جو تبدیلی آپ کی مجالس مذاکرہ لائیں۔ مغربی ماہر تعلیم Robert . M. Hutchins نے کہا تھا کہ مذاکرہ علم سے ہی Grhat Patron of Thinking ڈویلپ ہوتا ہے اور Prennialists بھی یہی کہتے ہیں کہ مذاکرہ علم کی بدولت ہی Explosion of Knowledge ہوتا ہے اور یہ علم دھماکا کی صورت میں لوگوں کے اذہان وقلوب کو یکسر بدل کر رکھ دیتا ہے اور انسان حقیقت تک رسائی کے لیے عقلی و منطقی استدلال سے کام لیتا ہے اور تصورات اور تخیل کی دنیا سے نکل کر عمل کی طرف راغب ہوتا ہے۔ حتی کہ احساس زہد کو چھو لیتا ہے اور فکر آخرت کو متاع عزیز سمجھتا ہے اور یہ کائنات اسے ہیچ نظر آتی ہے۔

قول معصومؑ ہے کہ صالح علماء کا وجود تمھارے لیے باعث برکت ہے تم ان سے بھرپور استفادہ کرو اور استفادہ کا بہترین ذریعہ آپ کی مجالس مذاکرہ ہیں۔

خداوند متعال نے اپنی لاریب کتاب میں بھی حکم دے رکھا ہے کہ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

آخر پر خداوند متعال سے ملتجی ہوں کہ بصدقہ چہاردہ معصومین علیہم السلام قبلہ نجفی صاحب تادیر سلامت رہیں تاکہ تعلیمات آل محمدؐ کی ترویج ہوتی رہے اور مجھ جیسے متزلزل عقائد لوگوں کو صراط مستقیم کی نشاندہی ہوسکے۔

خراج تحسین

ہم پچاس سالہ بے مثال خدمات دینیہ انجام دینے پر لیہ کے غیور اہل علم و ایمان نے سرکار آیت اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مجتہد العصر والزمان کی مثالی گولڈن جوبلی منائی ہے اس پر آپ کی خدمت میں مبارکباد کا تحفہ پیش کرتے ہوئے آپ کی عمر و اضافہ توفیقات اور مزید زریں خدمات دینیہ انجام دینے کی بارگاہ خدا میں دعا و استدعا کرتے ہیں۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی وآلہ الطاہرینؑ

منجانب تحریک تحفظ تعلیمات سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام سرگودھا

بسلسلہ گولڈن جوبلی

فکر و نظر کے ظلمت کدہ میں چراغ طور

تحریر شفقت رضا جھنگ

ہم آئے دن دیکھتے ہیں کہ مختلف ایام منائے جاتے ہیں۔ کبھی درختوں کا دن، تو کبھی زمین کا دن کبھی صارفین کا دن، اور کبھی فادرڈے، تو کبھی مادرڈے۔ کبھی ہفتہ شجرکاری منایا جاتا ہے، تو کبھی ہفتہ ٹریفک۔ کبھی ہفتہ خوش اخلاقی تو کبھی ہفتہ صفائی۔ وہ دن گزرنے کے بعد ہم وہی پرانی روش پر لوٹ جاتے ہیں۔

میں سوچتا تھا کہ کاش کبھی "ہفتہ عبادت"، "ہفتہ استغفار" اور "ہفتہ توبہ" منایا جاتا۔ لیکن کبھی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔

خدا جزائے خیر دے جناب توحیدی صاحب کو جنھوں نے قوم کو ایک نیا ٹرینڈ دیا کہ علماء کی خدمات کے اعتراف کا دن بھی منایا جاسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں توحیدی صاحب نے عالم بھی چنا تو وہ کہ جس کی: ع "عمر گزری ہے اس دشت کی سیاحی میں"۔

جناب قبلہ الشیخ محمد حسین نجفی مجتہد العصر واقعی قبلہ صاحب کی خدمات کا اعتراف اس طرح نہیں کیا گیا جس طرح کیا جانا چاہیے تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایران میں حجۃ الاسلام قبلہ موسوی لاری کی خدمات کے اعتراف میں تقریب منعقد کی گئی تھی۔ قبلہ محمد حسین نجفی ۱۹۶۰ء سے اس فکر و نظر کے "ظلمت کدہ" میں "چراغ طور" جلاتے آرہے ہیں۔ قبلہ صاحب نے اپنی تحریر و تقریر سے تشیع کو نکھارا ہے۔ شیعیت پر نصیریت اور شیخیت کی جو پرت چڑھی ہوئی تھی اس کو اتار کر تشیع کے مکتب فکر کو نکھار کر پیش کیا ہے۔ سو کیا اچھا ہوتا اگر آج سید محمد حسین زیدی برستی بھی اس محفل میں موجود ہوتے، کیونکہ انھوں نے بھی اس فیلڈ میں بڑا کام کیا ہے۔ شیخیت کے جتنے "ریمنڈ ڈیوس" تھے سب کے چہروں سے نقاب اتار کر عوام کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا۔

اگر میں قبلہ محمد حسین نجفی کو دو حرفوں میں بیان کروں تو وہ اقبال کے اس شعر کے مصداق ہیں:

اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

بس ان کی یہی ادا یار لوگوں کو پسند نہ آئی اور وہ یہ برداشت نہ کر سکے۔ اس میں جو لوگ ہماری عقیدت سے فائدہ اٹھا رہے تھے اور شیعہ عقائد کو مسخ کرتے جا رہے تھے قبلہ صاحب نے ان کا تعاقب کیا اور حق و باطل کا نتارا کر کے رکھ دیا۔ بس یہی غلطی قبلہ صاحب کی ناقابل معافی ٹھہری۔ اور نجفی صاحب شروع دن سے مطعون ٹھہرے۔

میں کیا اور میری بساط کیا کہ میں قبلہ محمد حسین نجفی کی خدمات گنواؤں۔ اگر نجفی صاحب کی خدمات کا جائزہ لیں تو زین الاتقیاء، جناب ابوذر کے پیر قبلہ الشیخ غلام حسن نجفی جاڑا صاحب لیں جو نجف اشرف کے زمانے سے لے کر آج تک قبلہ محمد حسین نجفی کے ساتھ بھی ہیں اور پشتی بان بھی۔

میں اس شخص کی قومی خدمات کیا گنواؤں جو ۱۹۶۰ء سے قوم کے درد میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ سید محمد دہلوی کا زمانہ ہو یا جسٹس

جمیل حسین کا دور، قبلہ مفتی جعفر حسین کا محاذ اسلام آباد ہو یا قائد شہید عارف حسین الحسینی کی قرآن وسنت کانفرنس، یا سید ساجد علی نقوی کا دور حاضر۔ قبلہ محمد حسین نجفی کی قومی خدمات کا اندازہ لگانے کے لیے یہی ایک واقعہ کافی ہے کہ جامعہ المنتظر لاہور میں شیعہ علماء کی میٹنگ تھی، نجفی صاحب اس میٹنگ کے لیے لاہور روانہ ہو چکے تھے کہ اچانک قبلہ محمد حسین نجفی کے بھائی انتقال کر گئے۔ قبلہ چونکہ سفر میں تھے، رابطہ ممکن نہ تھا (موبائل فون بعد میں ایجاد ہے) گھر والوں نے لاہور اطلاع کر دی۔ لاہور میں سارے علماء اکٹھے تھے، وہ بھی پریشان ہو گئے کہ اب کیا کیا جائے۔ میٹنگ بھی ضروری ہے اور قبلہ محمد حسین نجفی کی موجودگی بھی لازمی ہے لیکن صورت حال عجیب تھی۔ اتنے میں نجفی صاحب لاہور پہنچ گئے۔ ساری صورت حال ان کے سامنے رکھی گئی، تو نجفی صاحب نے فرمایا کہ: اللہ کی مرضی یہی تھی۔ آپ میٹنگ شروع کریں۔ یہ واقعہ مجھے قبلہ محمد حسین نجفی کے ایک ناقد نے سنایا تھا۔ جو شخص قومی مسائل میں اتنی دلچسپی لے، اس کی کمٹ منٹ کا اندازہ خود لگا لیں۔

ہاں قبلہ صاحب دین کے معاملے میں کسی مصلحت کے قائل نہیں۔ کمپرومائز اور وہ بھی دین میں، نیور اینڈ ایور (NEVER & EVER)

ایک استاد اپنے شاگرد کی صلاحیتوں کا صحیح اندازہ لگا سکتا ہے، استادالعلماء قبلہ محمد یار شاہ کو میں نے خود اور دوسرے احباب نے بھی دیکھا ہوگا کہ وہ نجفی صاحب کا اٹھ کر استقبال کرتے تھے۔ حالانکہ نجفی صاحب لپک کر جاتے کہ وہ اٹھنے نہ پائیں، لیکن وہ (قبلہ سید محمد یار بادشاہ) فرماتے تھے کہ: "میں انہاں جاہلاں کوں ڈکھیندا ودا ہاں کہ توں کیڈا عالم ایں" (میں ان جاہلوں کو دکھاتا ہوں کہ میں تیرا احترام تیرے علم کی وجہ سے کرتا ہوں) اور نجفی صاحب بھی احترام آدمیت کے قائل ہیں۔ جو بھی ان سے ملنے جائے قبلہ محمد حسین نجفی اٹھ کر استقبال کرتے ہیں۔ ان کی محفل میں جا کر سب کو اپنے ہونے کا احساس ہونے لگتا ہے۔ اگر میں قبلہ صاحب کو آج کے دور کا "مجلسی" کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔

قبلہ صاحب نے ہر دو محاذ پر کام کیا ہے۔ عالم دین کے پاس دو ہی ہتھیار ہوتے ہیں۔ ایک تقریر دوسرا تحریر۔ بعض صرف تحریر کے بادشاہ ہوتے ہیں، مجمع نظر آئے تو ہاتھ پیر پھول جاتے ہیں۔ بعض تقریر کے فن میں یکتا، لیکن قلم اٹھاتے ہوئے انگلیاں لرزتی ہیں۔ قبلہ صاحب بہت سے علوم میں مہارت رکھتے ہیں۔ فقہ، حدیث، تفسیر، فلسفہ، منطق، صرف، نحو، لغت، علم کلام، مناظرہ، تاریخ، تحقیق۔ علم کلام میں "اعتقادیہ صدوق" کی شرح لکھ کر ثابت کیا کہ تشیع کیا ہے۔

مولانا محمد اسحاق مدنی فیصل آبادی کے الفاظ میں:

"جب میں نے مفتی جعفر حسین کی ترجمہ کردہ "صحیفہ کاملہ" اور قبلہ محمد حسین نجفی کی "اصول الشریعہ" اور "احسن الفوائد" پڑھی تو میرے دل نے آواز دی کہ شیعہ کی توحید خالص توحید ہے اور یہ موحد ہیں"۔

نجفی صاحب نے جب حدیث کے موضوع پر قلم اٹھایا تو ایک کتاب "حدیث قدسی" کے موضوع پر لکھی۔ لیکن جی نہ بھرا تو شیخ حر عاملی کی "وسائل الشیعہ" کا ترجمہ بیس جلدوں میں کر دیا۔ اور جب تفسیر کے میدان میں وارد ہوئے تو قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر بنام "فیضان الرحمن" دس جلدوں میں لکھ دی۔ فقہ کی گتھیاں سلجھانا چاہیں تو فقہ پر ایک کتاب "قوانین الشریعہ" دو جلدوں میں لکھ کر پاکستانیوں کو ایک نئے انداز کی "توضیح المسائل" سے روشناس کرایا۔ جس میں ہر مسئلہ کی وضاحت دلائل سے کی گئی ہے۔

جب مناظرہ کے موضع پر قلم اٹھایا تو "تجلیات صداقت" لکھ کر دشمن کو وہ آئینہ دکھایا کہ مخالفین کو دوبارہ جرأت نہ ہو سکی کہ اس

کتاب کا جواب ہی لکھ سکیں۔

''اثبات الامامت'' اور'' تحقیقات الفریقین'' اس کے علاوہ ہیں۔

علاوہ بریں معاشرہ کی غلط رسموں کے خلاف ''اصلاح الرسوم'' لکھی اور جب تاریخ وتحقیق کی باری آئی تو قبلہ صاحب نے شہادت حسینؑ کے موضوع پر ''سعادت الدارین'' لکھ کر عزادارانِ حسین کی تشنہ کامیوں کا مداوا کیا، اور تحقیق سے ثابت کیا کہ کربلا کا خونیں سانحہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا، بلکہ اس کی جڑیں بڑی گہری اور دور تلک جاتی ہیں۔

قبلہ صاحب پر اعتراض کرنے والوں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ: ''قبلہ نے لکھا تو ٹھیک ہے لیکن ابھی حالات ایسے نہ تھے کہ ایسی باتیں لکھی جاتیں''۔

قبلہ صاحب نے حضرت علیؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کہ جب حضرت علیؑ کو مغیرہ وغیرہم نے مشورہ دیا کہ: ''مولا ابھی ''ان'' کو نہ چھیڑیں۔ فلاں فلاں کو ان کے عہدوں سے سبکدوش نہ کریں'' تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ: ''مجھے دین اس کی اجازت نہیں دیتا''۔

قبلہ نجفی صاحب نے بھی سرزمین پاکستان پر قدم رکھتے ہی جب قوم کے عقائد دیکھے تو ''ہم نہیں تو کون، اب نہیں تو کب'' کہہ کر اس وادی پرخار میں قدم رکھا۔ قبلہ صاحب کے بارے سب لوگ جانتے ہیں کہ ''وہ قرآن اور معصومؑ کے فرمان'' سے باہر نہیں جاتے۔ دوسرے الفاظ میں وہ دین کے معاملے میں کسی مصلحت کے قائل نہیں۔

جو دین آج سے چودہ سو سال پہلے مکمل ہو چکا، خداوند متعالی ''اکملت لکم دینکم'' کا سرٹیفکیٹ دے چکا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کا خطاب دے چکا، ائمہ اثناعشر دین کی وضاحت فرما چکے تو کیا آج بھی وہ وقت نہیں آیا کہ اس مکمل دین کا ترجمہ کر کے دنیا کو بتایا جائے کہ حقیقی مسلمان کون ہیں؟ کیا آج کا انسان میچور نہیں ہو چکا؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ لوگوں کو اسلام اور تشیع کے حقیقی خدوخال سے آگاہ کیا جائے؟ اصل میں ہم ''دین کو پھاڑ کر اس کا پیوند اپنی دنیا میں لگاتے ہیں، اس لیے نہ ہمارا دین باقی رہتا ہے اور نہ دنیا''۔

میں دیکھ رہا تھا کہ جب لوگ قبلہ صاحب کی خدمات کا اعتراف کر رہے تھے تو قبلہ صاحب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور قبلہ صاحب فرما رہے تھے کہ: ''میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں خدا انہی مقالوں کو ہی میرا اجر نہ بنا دے''۔ قبلہ صاحب ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ میں نے جو کچھ بھی کیا وہ خدا کے لیے ہی کیا اور توفیق ایزدی اور آلِ محمدؐ کے توسل سے کیا۔ اور خدا سے ہی اجر کی توقع رکھتا ہوں۔

اس شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا

وہ عجب طرح کا ہے آدمی اسے ڈر کسی کا نہ خوف ہے
یہاں کہہ رہا ہے کھری کھری جہاں جھوٹ کا ہی رواج ہے

سجدہ سہو

سجدے سہو دے گن سناواں واجب چند مقام
سجدہ بھلیں یا تشہد یا وت بھلیں سلام
بے محل بہہ اٹھیویں یا چوتھی پنجویں چہ شک
دو حرف غیر نمازوں آکھیں سہوا پوندا ای ٹھک

حسب فرمائش: مولانا مہر فیاض عباس سیال صاحب جھنگ جناب سید برات حسین بخاری صاحب مبارک پور نقل کنندہ حجۃ الاسلام مولانا محمد نواز تقی صاحب سلطان المدارس سرگودھا

باب المتفرقات

حقیقت تشیع اور خرافات زمانہ

تشیع ایک اسلامی نظریہ ہے جس کے اصول و فروع قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔ جس میں اللہ کی وحدانیت اور اس کی عدالت عظمیٰ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ اسی کو دین کی بنیاد سمجھا جاتا ہے اور خدا کی وحدانیت کے منکر کو مشرک اور کافر سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہی خدا کائنات کا رازق، مالک، زندگی و موت بخشنے والا ہے۔

تشیع کا مسلمہ نظریہ ہے کہ ان افعال میں خدا کا کوئی شریک نہیں جو شخص ان افعال میں خدا کا شریک ٹھہراتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے لیکن کچھ عرصہ سے تشیع کی صفوں میں کچھ ایسے افراد داخل ہو گئے ہیں جو ان افعال میں ائمہ طاہرین کو خدا کا شریک قرار دیتے ہیں اور دیگر باطل نظریات کو ان میں رواج دے رہے ہیں اس کے داخل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی باطل نظریہ رکھنے والا کھل کر باطل پرستی کرتا ہے تو وہ اہل حق کو گمراہ نہیں کر سکتا، اس لیے کچھ حق کا روپ اختیار کرنا پڑتا ہے تا کہ عوام کو اپنے دامن فریب میں لا کر ان کو باطل کی پیروی کی دعوت دی جا سکے۔ اس لیے ہم اپنی ملت کے افراد بزرگان و جوانان کو آگاہ کرتے ہیں کہ ہماری ملت کے اندر کچھ ایسے افراد تشیع کے روپ میں داخل ہو گئے ہیں جو لامذہب ہیں اور اسلامی فرقوں میں سے کسی فرقہ سے ان کا طور و طریقہ ہم آہنگ نہیں ہے اور اہل اسلام بھی ان کی تائید کرنے کو تیار نہیں ہے اور نہ ہی ان کی پشت پناہی کرتا ہے اور ملت تشیع کے اندر اس لیے داخل ہو گئے ہیں کیونکہ انھوں نے کچھ ایسے شعار اور نعرے بلند کیے ہیں جو تشیع کے اندر مقدس سمجھے جاتے ہیں اور اہل تشیع ان شعائر اور نعروں کا احترام کرتے ہیں اور ان شعاروں کی وجہ سے وہ اہل تشیع کا بہت بڑا نقصان کر رہے ہیں اور شیعیت کو تباہ کر رہے ہیں۔ مثلاً وہ لامذہب لوگ شیعہ عوام الناس کے سامنے یہ پیش کرتے ہیں کہ ہم عزادار ہیں اور وہ ظاہری طور پر عزاداری کرتے بھی کثرت کے ساتھ ہیں اور شیعہ عوام کے سامنے مولا علی علیہ السلام کے نام کی نعرہ بازی یعنی وہ یا علی کے نعرے بھی کثرت سے لگاتے ہیں اور نیازیں پکاتے ہیں اور لوگوں کو ان میں مدعو کرتے ہیں اور اسی طرح علم برآمد کرنا اور ذوالجناح بنانا اور اس کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرنا اور دیگر امور عزا میں پیش پیش ہونا اور ان چیزوں کے ذریعے شیعہ عوام میں مقبول ہیں کیونکہ عوام الناس ان چیزوں کا بہت احترام کرتے ہیں مگر وہ اہل تشیع سے نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے عقائد و نظریات تشیع عقائد و نظریات کے مخالف ہیں۔ جن کی فہرست یہ ہے:

(۱) یہ لوگ نماز، روزہ، حج و دیگر عبادات وغیرہ سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتے اور ان عبادات کو انجام دینے والوں کو مقصر اور وہابی کے نام سے پکارتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں، جبکہ شیعہ مکتب میں یہ احکام و عبادات واجب ہیں اور ان کا تارک مجرم و گناہگار سمجھا جاتا ہے اور ان کا منکر دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ضروریات دین سے ہیں۔

(۲) یہ لوگ علم اور دیگر رسومات عزاداری مثلاً گھوڑہ و تابوت وغیرہ کا سجدہ کرتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور اگر کوئی ان کو سمجھائے تو وہ ان پر گالی گلوچ کی بوچھاڑ اور مخالف مذہب شیعہ کہہ کر

لوگوں کو ان سے متنفر کرتے ہیں، جبکہ مسلک تشیع میں غیر خدا کا سجدہ شرک اور حرام سمجھا جاتا ہے۔ شیعہ مسلک میں ان امور کا احترام ہے مگر سجدہ اور ان کی پرستش کرنا نہیں، پرستش فقط اللہ تعالیٰ کی ہے۔

(۳) یہ لوگ اولا قرآن کریم پر ایمان نہیں رکھتے اور کہتے ہیں یہ ایک فرسودہ کتاب ہے اور اب جدید دور ہے اور اگر بالفرض تسلیم کرتے ہیں تو اس کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا اصلی قرآن امام زمانہ کے پاس ہے۔

(۴) یہ لوگ بھنگ نوشی اور دیگر منشیات کو جائز جانتے ہیں اور بھنگ کو مولا علی کی بوٹی اور دیگر منشیات مثلاً افیون، چرس و دیگر منشیات کو مولا حسین کی نیاز جانتے ہیں جبکہ شیعہ مکتب میں ان کا استعمال جرم اور حرام سمجھا جاتا ہے اور اسی طرح ان کے بعض لوگ تو اس طرح غلو کر جاتے ہیں کہ جو گھوڑا ذوالجناح کے طور پر استعمال کرتے ہیں ان کی لد (پاخانہ) کو متبرک سمجھ کر کھانے میں استعمال کرتے ہیں۔

(۵) یہ لوگ ہاتھ میں لوہے کا کڑا، سر پر بالوں کی لٹ اور کان میں لوہے، پیتل، سونے وغیرہ کے کانٹے ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شیعہ کی علامات اور سنت ہیں، حالانکہ مکتب شیعہ امامیہ میں ان کا کوئی وجود نہیں، نہ ہی علامت کے طور پر اور نہ ہی سنت کے طور پر بلکہ اسلام میں ان کا وجود ہی نہیں۔ شیعہ کی علامات ایمان و اعمال صالحہ و عبادات کی انجام دہی اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ وغیرہ ہے۔

(۶) ان لوگوں کا سلام فقط یا علی مدد ہے۔ اگر ان پر **السلام علیکم** کہہ کر سلام کیا جائے تو جواب نہیں دیتے، جبکہ اسلام نے جو سلام مسلمانوں کو سکھایا ہے وہ **السلام علیکم** ہے اور اس کا جواب دینا شارع اسلام نے واجب قرار دیا ہے۔

(۷) یہ لوگ مولا علی کو اپنا رب اور خالق و رازق سمجھتے ہیں اور علی رب کے نعرے لگاتے ہیں کیونکہ ان کے ان نظریات کو پھیلانے والا ان کے بزرگان میں سے انکا ایک علامہ ہے جو "علامہ غضنفر تونسوی" کے نام سے مشہور ہے جو کھلم کھلا "علی رب" کے نعرے لگواتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ ہمارے چودہ رب ہیں، چودہ معصومین کو چودہ رب کہتا ہے اور وہ ان کا مرکز ہے اور یہ لوگ ان کو اپنا علامہ مانتے ہیں اور جب وہ منبر پر آتا ہے تو بہت سے مقامات پر دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ لوگ اس کے سامنے اٹھ اٹھ کر یہی نعرے لگاتے ہیں۔

(۸) یہ لوگ علماء حقہ کو گالیاں دیتے ہیں اور یہ تقلید مجتہدین کی زبردست مخالفت کرتے ہیں اور ان پر تبرا بازی کرتے ہیں اور عوام کو علماء سے متنفر کرتے ہیں اور علماء کی کتابیں پڑھنے سے روکتے ہیں اور ان کا نظریہ ہے کہ علماء کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بے دین ہونے کے مترادف ہے، جبکہ مکتب تشیع میں علماء و مجتہدین مرکز سمجھے جاتے ہیں اور امام کے حکم کے مطابق ان کی غیبت میں مذہب کے احکام ان سے لیے جاتے ہیں اور ان کی تقلید کے بغیر اعمال درست نہیں ہیں اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں اگر کسی مسئلہ کی ضرورت ہو تو ہم براہ راست اپنے امام زمانہ سے پوچھ لیتے ہیں۔ اور جبکہ امام زمانہ نے ہمیں علماء کے حوالے فرمایا ہے۔

(۹) یہ لوگ صرف ماتم داری اور سینہ زنی، نوحہ خوانی کو اپنا مذہب گردانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فقط ماتم داری ہی تمام اعمال سے کافی ہے، دیگر کسی عمل کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ نماز کربلا میں ذبح ہوگئی اور معاذ اللہ جناب حر بغیر نمازوں و دیگر اعمال کے جنت میں جائیں گے، تو ہم بھی انہی کے ماننے والے ہیں اور اسی طرح کہتے ہیں اصحاب کہف کے کتے نے کونسی نمازیں پڑھی تھیں، اگر وہ جنت میں جائیں گے تو ہم بھی مولا علی کے کتے ہیں، ہم بھی جنت میں بغیر نمازوں کے چلے جائیں گے، جبکہ مذہب شیعہ کا یہ نظریہ نہیں ہے، بلکہ شیعہ امامیہ کے نزدیک جناب حر پکے نمازی تھے اور انھوں نے

جناب امام حسین علیہ السلام کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں اور کہتے ہیں کوئی شرعی تکلیف نہیں ہے اس کا مقام اپنی وفا کی وجہ سے ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل وشعور دے کر ان پر شرعی تکلیف عائد کی ہے۔

(۱۰) یہ لوگ نماز جمعہ کے خلاف ہیں اور کہتے ہیں کہ جمعہ تو شمر نے بھی پڑھا تھا اور اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا۔ حالانکہ مذہب تشیع میں جمعہ واجب ہے۔

(۱۱) یہ لوگ منبروں پر شور مچاتے ہیں کہ نماز میں شہادت ثالثہ پڑھنی چاہیے اور جو نماز میں شہادت ثالثہ یعنی تیسری گواہی نہیں دیتا وہ حرامزادہ ہے۔ خود نماز نہیں پڑھتے اور دوسرے نمازی شیعہ پر حرامزادہ کے فتوے لگاتے ہیں، جبکہ متفقہ طور پر علماء شیعہ کے نزدیک نماز کے تشہد میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی اور رسول اکرم کی رسالت کی گواہی اور محمد وآل محمد پر درود ہے اور علماء شیعہ کے ہاں یہی نماز رسول واہل بیت رسول سے منقول ہے۔

(۱۲) یہ لوگ قائل ہیں کہ ہماری روزی ورزق حضرت علی علیہ السلام تقسیم کرتے ہیں بلکہ کائنات کے رزق تقسیم کرنے والے مولا علی ہیں، حالانکہ قرآن وسنت میں رزق کا تقسیم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اس کی حکمت ومصلحت ہے کہ کسی کو روزی کم دے، کسی کو زیادہ دے، جو کہ مسلک شیعہ کا مسلمہ عقیدہ ہے بلکہ پورے اہل اسلام کا نظریہ ہے کہ رازق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور رزق کو مقدر کرنے والا اور تقسیم کرنے والا بھی وہی ہے۔

(۱۳) ان لوگوں کا نظریہ ہے کہ بجائے اللہ تعالیٰ کے مدبر کائنات علی اور اولاد علی ہیں اور وہی بارشیں برساتے ہیں اور وہی اولادیں عطا کرتے ہیں اور وہی شکم مادر میں بچے کی تصویر تیار کرتے ہیں اور وہی ہوائیں چلاتے ہیں اور وہی بیماروں کو شفا دیتے ہیں، جبکہ قرآن وحدیث کی رو سے یہ افعال اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور جو شخص ان افعال کو غیر خدا کی طرف منسوب کرے گا تو وہ مشرک ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے افعال میں غیر خدا کو شریک بنا رہا ہے۔

(۱۴) یہ لوگ رسول وائمہ کے ایام ولادت کے مقدس جشن کی بجائے ان کے پاکیزہ ذکر اور ان کے کمالات ومعجزات اور بلند کارناموں اور اخلاق حسنہ کے ساتھ بجانے کے ناچ، گانا، رقص اور دھمال کی سورت ڈھول، طبل کی تھاپ کے ساتھ جشن کو عبادت سمجھتے ہیں اور یوں ہی مناتے ہیں، جبکہ یہ امور قرآن وسنت کی روشنی میں حرام سمجھے جاتے ہیں۔

ان مندرجات بالا کے علاوہ دیگر بہت سے غلط نظریات اور خرافات ان لوگوں میں پائے جاتے ہیں جو اسلام کے نظریات کے منافی ہیں، جن کی تفصیل کا یہ پمفلٹ متحمل نہیں ہے۔ ورنہ ان کو بھی بیان کیا جاتا۔ یہ فرقہ دن بدن زور پکڑتا جا رہا ہے اور پھیلتا جا رہا ہے اور پیشہ ور ذاکرین اور نام نہاد علماء اپنے مفادات کے تحفظ اور بزنس لائن درست رکھنے کی خاطر ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور کبھی کبھار یہ لوگ مذہبی اور متدین باعمل وباکردار لوگوں کے ساتھ لڑنے اور قتل وغارت پر اتر آتے ہیں۔

ہم قوم کے سربراہ افراد اور مذہب کا درد رکھنے والے دانشوروں اور علماء بزرگان سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو مکتب تشیع رکھنے والے افراد کی صفوں سے باہر نکالیں اور مذہبی لوگوں کو ان کے نظریات کے باطل ہونے سے آگاہ کریں۔ کیونکہ یہ شیعہ نہیں ہیں بلکہ تشیع کا روپ دھار کر تشیع کا نقصان کر رہے ہیں اور یہ اسلام دشمن ممالک کے اشاروں پر چل رہے ہیں اور ان کی کٹھ پتلی ہیں جو شیعیت کو کمزور کر رہے ہیں ان کا تشیع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

منجانب

ملت جعفریہ لاہور پاکستان

خبر ہائے وفات

۱ آہ جناب الحاج پیر سید ولایت علی شاہ

ایک چراغ اور بجھا اور بڑھا اندھیرا

شیعی دنیا میں یہ خبر بڑے رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ جہانیاں شاہ ضلع سرگودھا کے مشہور خاندان سادات کے چشم و چراغ اور اس کی اعلیٰ روایات کے امین جناب الحاج پیر سید ولایت علی شاہ صاحب سابق کمشنر محکمہ بحالیات پاکستان مختصر علالت کے بعد دار فانی سے دار جاودانی کی طرف انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑے خوش اخلاق، خوش اطوار، رعایا پرور اور مہربان انسان تھے

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

دعا ہے کہ خداوند عالم مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت میں مقام اعلیٰ علیا عطا فرمائے اور اپنے طاہرین علیہم السلام کے ساتھ محشور فرمائے اور تما پسماندگان کو بالعموم اور ان کی اولاد امجاد کو بالخصوص اس سانحہ پر صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی وآلہ الطاہرین۔ (شریک غم ادارہ)

۲ جناب سید غلام حید شاہ رئیس آف پنج گرائیں کو صدمہ

ہم نے بڑے افسوس کے ساتھ یہ خبر غم سنی کہ جناب الحاج سید غلام حیدر شاہ صاحب رئیس آف پنج گرائیں کی والدہ ماجدہ رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے کہ خداوند عالم مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور سرکار سیدہ کائناتؑ کے جوار پر انوار میں ان کو مقام بلند مرحمت فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے۔ بحق النبی وآلہ الطاہرین

۳ ہم نے بڑے دکھ کے ساتھ یہ خبر سنی کہ جناب غلام شبیر صاحب حیدری آف کندیاں کی والدہ ماجدہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دعا ہے کہ خداوند عالم مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر و اجر سے نوازے بجاہ النبیؐ وآلہ الطاہرین (شریک غم ادارہ)

۴ ہم نے بڑے قلق کے ساتھ یہ خبر غم اثر سنی کہ ملک محمد رمضان کھاوڑ سابق کونسلر کھاوڑ کے والد ماجد وفات پا گئے ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند عالم مرحوم کی مغفرت فرمائے اور سب پسماندگان کو صبر واجر کی دولت سے نوازے اور آئندہ ان کو مصائب وشدائد سے محفوظ رکھے۔ بحق النبیؐ وآلہ الطاہرینؑ (شریک غم ادارہ)

۵ جناب مولانا قاری ظفر اقبال ساقی خطیب موضع چاندنہ ضلع سرگودھا کے والد محترم رضائے الٰہی سے گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

۶ یہ خبر غم اثر بڑے دکھ کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے کہ جناب سید ز مو حسین شاہ کے بڑے بھائی جناب سید ریاض حسین شاہ ایڈووکیٹ کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ گزشتہ ماہ رضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام مومنین سے ان کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل چہاردہ معصومین علیہم السلام مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر واجر سے نوازے۔ (شریک غم ادارہ)

۷ مدرسہ علیؑ بن ابی طالبؑ جونی جنوبی ضلع لیہ کے طالب علم ملازم حسین صاحب کے والد ماجد جناب محمد حسین خان سیوڑہ ۱۲ فروری کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین سے گزارش ہے کہ مرحوم کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر واجر سے نوازے۔

(شریک غم ادارہ)

Registered No. (G) H.C/722

ہم حضرت آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی علی روس المومنین کو ان کی دینی خدمات کی
گولڈن جوبلی پر خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتے ہیں

0307-6719282 الخطاط کمپوزرز